ہدیہ اور رشوت۔ کتاب وسنت اور سیرت طیبہ کی روشنی میں

مولانا محمد رحمت اللہ ندوی☆

Status of Gift & Bribe in the light of Qur'an, Sunnah & Sirah

Gifts and bribes may seem like a simple-minded activity, but this is an important issue in ethics. What is the difference between a gift and a bribe? A gift is something of value given without the expectation of return; a bribe is the same thing given in the hope of influence or benefit. Gifts and bribes can be actual items, or they can be tickets to a sporting event, travel, rounds of golf, or restaurant meals. It is often impossible to determine the expectation of the giver, all federal, state, and local officials, both elected and appointed, are governed by rules restricting gifts. In some cases, gifts over a certain amount are disallowed; in others, they must simply be reported. These rules can vary significantly from locality to locality, indicating disparities in each legislature's understanding of when a gift becomes a bribe. In this context, this article discusses the need and importance of gift; the status of of bribe in the light of Qur'an, Sunnah and the views of jurists; and the ethical dilemmas of gifts and bribes at presen

ہدیہ لغت اور اصطلاح شرع میں

لغت میں ہدیہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کا تحفہ دیا جائے، علامہ قطر ابن منظور لسان العرب میں لکھتے

☆قطر

ہیں: **الھدیة مااتحفت به** اس کی جمع ہدایا اور ہداوی آتی ہے (۱) صاحب عین نے اضافہ کیا ہے کہ لفظ ہداوی اہل مدینہ کی زبان ہے۔(۲)

اصطلاح شرع میں ہدیئے کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے مختلف علما نے متعدد تعبیریں اختیار کی ہیں، علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی (م ۸۱۶ھ) نے اپنی مشہور تصنیف کتاب التعریفات میں ان الفاظ کے ساتھ ہدیئے کی تعریف کی ہے: **مایؤخذ بلاشرط الاعادة** یعنی وہ مال جو واپسی کے شرط کے بغیر لیا جائے۔ (۳) مگر صاحب توقیف نے ہدیئے کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ایسا مال جو دوسرے کو بہ طور اکرام دیا جائے: **الھدیة مابعثته لغیرك اکراما** (۴) عصر قریب کے مشہور عالم دین مجد دالاحسان برکتی نے بھی اپنی کتاب التعریفات الفقھیہ میں ہدیئے کی یہی تعریف ذکر کی ہے۔(۵)

نیز مشہور محدث علامہ مناوی نے بھی ہدیئے کی یہی تعریف لکھی ہے: **الھدیة مابعثته لغیرك اکراما** (۶) مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں بھی ہدیہ کی یہی تعریف مذکور ہے: **الھدیة ھی المال الذی یعطی او یرسل الیه اکراما** (۷)

اس کے علاوہ ہدیئے کے کچھ متقارب الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں، مثلاً:

۱۔ ہبہ: لغت میں دوسروں کو نفع پہنچانے کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں بدل لئے بغیر اپنے مال کا کسی کو مالک بنا دینا ہبہ کہلاتا ہے۔(۸)

۲۔ نحلہ: کسی کو کوئی چیز خوش دلی کے ساتھ بغیر عوض دینا: **نحله بکذا ای اعطاہ ایاہ بطیبة من نفسه من غیر عوض** (۹) صاحب توقیف نے لکھا ہے: کہ نحلہ اگر چہ ہبہ کے ہم معنی ہی ہے، مگر ہبہ کے مقابلے میں اس کا استعمال خاص ہے۔(۱۰)

۳۔ منحہ: درخت یا جانور کا عطیہ اس نیت سے دیا جائے کہ دیئے جانے والا اس کے پھل یا دودھ سے مستفید ہو سکے۔ اس کی حیثیت عاریت کی ہے اور کبھی کبھی ملکیت کے اظہار کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال ہر طرح کے عطیے کے لئے ہونے لگا۔(۱۱)

علامہ نوویؒ نے ہبہ، ہدیہ اور نفل صدقے کے درمیان بہت ہی اچھے انداز میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہبہ، ہدیہ اور نفلی صدقہ قریب المعنی عطیے کی قسمیں ہیں، جن میں بلاعوض کسی چیز کا دوسرے کو مالک بنا دینے کی بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے؛ اگر کسی محتاج کو ثواب کی نیت سے کچھ دیا جائے، تو یہ صدقہ ہے، اگر مہدی الیہ (جسے ہدیہ دیا جانے والا ہے) کے گھر اس کے اعزاز واکرام میں کوئی چیز لے جائی جائے تو ہدیہ ہے اور اگر اعزاز واکرام مقصود نہ ہو تو یہ ہبہ ہے۔(۱۲)

۴۔عمریٰ: عمری بھی ہدیہ کے قریب المعنی الفاظ میں سے ایک ہے، عمری یہ عمر سے ماخوذ ہے، زمانہ جاہلیت میں اس قسم کے ہدیئے کی شکل رائج تھی، جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص دوسرے کو **اعمرتك** کے لفظ کے ساتھ کوئی چیز دیتا، جیسے **اعمرتك هذه الدار** کہ میں نے یہ گھر تمہیں عمری پر دیا، اس کا مفہوم یہ تھا کہ جب موہوب لہ کی وفات ہوجائے، تو پھر وہ مال واہب کی ملکیت میں واپس آجائے، علامہ جرجانی عمری کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **العمری هبة شیء مدة عمر الموهب** (۱۳)

۵۔رقبیٰ: رقبیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے یہ کہے اگر میں تم سے پہلے مرگیا تو یہ مال تمہارے لئے ہے، اور اگر مجھ سے پہلے تمہارا انتقال ہوجائے تو یہ چیز دوبارہ میری ملکیت میں آجائے گی۔(۱۴)

ہدیئے کی شرعی حیثیت

ہدیئے کو اسلامی نقطۂ نگاہ سے بہت اہمیت حاصل ہے اور مختلف جہتوں سے انسانی زندگی پر اس کے پاکیزہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس سلسلے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کے سرسری جائزے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ہدیہ لینا اور دینا دونوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدیہ دینے کی اور اسے قبول کرنے کی احادیث بھی بہ کثرت کتب حدیث میں موجود ہیں، جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ برّ واحسان، ایثار وقربانی، ہمدردی ومحبت اور دل جوئی والفت کا یہ ایک عظیم مظہر ہے، فقہائے امت نے بھی ہدیئے کی شرعی حیثیت کو اور اس سے متعلق مسائل کو ذکر فرمایا ہے، چوں کہ ہدیئے کے ذریعے صلہ رحمی اور اکرام واحسان کا اظہار ہوتا ہے، جو اسلام کا ایک اہم عباداتی پہلو ہے، اس لئے یہ ایک مسنون اور متوارث عمل ہے اور اس کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور تعامل صحابہ وتابعین سے ملتا ہے۔

چناں چہ علامہ کاسانی اپنی مشہور زمانہ کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع کے میں ارشاد ربانی تعالیٰ: وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ تحیہ کا لفظ سلام، ثنا اور مالی ہدیئے کے معنی میں مستعمل ہے، لیکن تیسرا معنی جو ہدیہ بالمال ہے وہ یہاں مراد ہے اور اس کے لئے قرینہ اللہ تعالیٰ کا قول او ردوھا ہے، کیوں کہ ''ردّ'' کے معنی کسی شئی کی ذات کا لوٹانا ہے اور اعراض میں یہ ممکن نہیں۔

فقوله والتحية وان كانت تستعمل فی معان من السلام والثناء والهدية بالمال، لكن الثالث تفسير مراد، بقرينة من نفس الآية الكريمة وهی قوله تعالیٰ "اوردوها" لأن الرد انما يتحقق فی الأعيان لافی الأعراض لأنه عبارة

عن اعادۃ الشیء وذا لا یتصور فی الأعراض (۱۵)

مشہور مفسر قرآن علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے بھی لفظ ''تحیہ'' کی تفسیر ہدیئے سے کی ہے، فرماتے ہیں:

التحیۃ ھنا الھدیۃ (۱۶)

مزید ہدیئے کی شرعی حیثیت کے سلسلے میں رقم طراز ہیں کہ ہدیہ دینا مندوب ومستحب ہے، یہ آپس میں محبت پیدا کرتا ہے عداوتوں کو دور کرتا ہے، چناں چہ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہدیہ عنایت فرماتے اور ہدیہ قبول کرتے تھے، اس سلسلے میں آپ کا یہ عمل ساری امت اسلامیہ کے لئے بہترین نمونہ ہے، ہدیئے کی وجہ سے دلوں کی نفرت اور عداوت ختم ہوتی ہے، (اور ہدیہ دینے والے اور ہدیہ لینے والے) کے درمیان الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے، کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

ھدایا الناس بعضھم لبعض
تولد فی قلوبھم الوصالا
وتزرع فی الضمیر ھوی وودا
تکسبھم اذا حضروا جمالا

لوگوں کا آپس میں ہدیہ لینا دینا دلوں میں جوڑ (محبت) پیدا کرتا ہے، اور مودت والفت کو جنم دیتا ہے، اور جب ایک جگہ جمع ہوں تو اچھائی پیدا کرتا ہے، ہدیہ لینا دینا بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔(۱۷)

علامہ شمس الائمہ سرخسی نے ہدیئے کی شرعی حیثیت پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہدیہ قبول کرنا مستحب ہے۔(۱۸)

ہدیہ اور قرآن کریم

سب سے پہلے ہم ہدیئے کو جب قرآن کریم میں تلاش کرتے ہیں، ہمیں سورۂ نمل میں وہ اہم واقعہ ملتا ہے، جو حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کے مابین پیش آیا تھا، ہدیئے کے تعلق سے اس مضمون میں قرآن کی یہ آیت ہمارے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہے، ذیل میں ہدیئے سے متعلق آیت اور اس بارے میں تفسیری تشریحات درج ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ بِھَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (۱۹)

میں حضرت سلیمان اور ان کے ارکان دولت کے پاس ایک ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی

کہ جو قاصد یہ ہدیہ لے کر جائیں گے وہ واپس آکر کیا صورتِ حال بیان کرتے ہیں۔

تاریخی اسرائیلی روایات میں بلقیس کی طرف سے آنے والے قاصدوں اور تحفوں کی بڑی تفصیلات مذکور ہیں، اتنی بات پر سب روایات متفق ہیں کہ تحفے میں کچھ سونے کی اینٹیں تھیں، کچھ جواہرات اور ایک ۱۰۰ سو غلام اور ایک سو کنیزیں تھیں، مگر کنیزوں کو مردانہ لباس میں اور غلاموں کو زنانہ لباس میں بھیجا تھا اور ساتھ ہی بلقیس کا ایک خط بھی تھا۔ جس میں سلیمان علیہ السلام کے امتحان کے لئے کچھ سوالات بھی تھے۔ تحفوں کے انتخاب میں بھی ان کا امتحان مطلوب تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے اس کے تحفوں کی تفصیلات ان کے پہنچنے سے پہلے بتادی تھیں۔ سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا کہ دربار سے نوفرسخ تقریباً تیس میل کی مسافت میں سونے چاندی کی اینٹوں کا فرش کردیا جائے اور راستے میں دوطرفہ عجیب الخلقت جانوروں کو کھڑا کردیا جائے جن کا بول وبراز بھی سونے چاندی کے فرش پر ہو۔ اس طرح اپنے دربار کو خاص اہتمام سے مزین فرمایا۔ دائیں بائیں چار چار ہزار سونے کی کرسیاں ایک طرف علما کے لئے، دوسری طرف وزرا اور عمالِ سلطنت کے لئے بچھائی گئیں۔ جواہرات سے پورا ہال مزین کیا گیا۔ بلقیس کے قاصدوں نے جب سونے کی اینٹوں پر جانوروں کو کھڑا دیکھا تو اپنے تحفے سے شرما گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اپنی سونے کی اینٹیں وہیں ڈال دیں۔ پھر جوں جوں آگے بڑھتے گئے دوطرفہ وحوش وطیور کی صفیں دیکھیں۔ پھر جنات کی صفیں دیکھیں تو بے حد مرعوب ہوگئے۔ مگر جب دربار تک پہنچے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ خندہ پیشانی سے پیش آئے ان کی مہمانی کا اکرام کیا مگران کے تحفے واپس کردیئے اور بلقیس کے سب سوالات کے جوابات دیئے۔ (۲۰)

قرآن کریم میں فرمایا:

قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِیْ بِمَالٍ فَمَا آتَانِیَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّا آتَاكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَO

- جب بلقیس کے قاصد اس کے ہدایا اور تحفے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے قاصدوں سے فرمایا کہ تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اللہ نے جو مال ودولت دیا ہے وہ تمہارے مال، سامان سے کہیں زیادہ بہتر ہے اس لئے میں یہ مال کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اس کو واپس لے جاؤ اور اپنے ہدیہ پر تم ہی خوش رہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں، یا بہتر نہیں۔ اور تحقیق اس مسئلے میں یہ ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنے میں اگر اپنی یا

مسلمانوں کی کسی مصلحت میں خلل آتا ہو یا ان کے حق میں رائے کی کم زوری پیدا ہوتی ہو تو ان کا ہدیہ قبول کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی دینی مصلحت اس ہدیہ کے قبول کرنے کی داعی ہو۔ مثلاً اس کے ذریعے کافر کے مانوس ہو کر اسلام سے قریب آنے پھر مسلمان ہونے کی امید ہو یا اس کے کسی شر وفساد کو اس کے ذریعے دفع کیا جاسکتا ہو تو قبول کرنے کی گنجائش ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت اس معاملے میں یہی رہی ہے کہ بعض کفار کا ہدیہ قبول فرمالیا بعض کا رد کردیا۔ عمدۃ القاری شرح بخاری کتاب الھبہ میں اور شرح سیر کبیر میں حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ براہ کا بھائی عامر بن مالک مدینہ طیبہ میں کسی ضرورت سے پہنچا، جب کہ وہ مشرک کافر تھا اور آں حضرت ﷺ کی خدمت میں دو گھوڑے اور دو جوڑے کپڑے کا ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اس کا ہدیہ یہ فرما کر واپس کردیا کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ اور عیاض بن حمار مجاشعی نے آپ کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کیا تو آپ نے ان سے سوال کیا کہ تم مسلمان ہو؟ اس نے کہا نہیں آپ نے ان کا ہدیہ بھی یہ کہہ کر رد فرمادیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے عطایا لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بالمقابل یہ روایت بھی موجود ہے کہ رسول ﷺ نے بعض مشرکین کے ہدایا قبول فرمائے۔ ابوسفیان نے بہ حالت شرک آپ ﷺ کو ایک چمڑا ہدیئے میں بھیجا آپ نے قبول فرمالیا۔ اور ایک نصرانی نے ایک ریشمی حریر کا بہت چمکتا ہوا کپڑا ہدیئے میں پیش کیا تو آپ نے قبول فرمالیا۔ شمس الائمہؒ اس کو نقل کرکے فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سبب یہ تھا کہ آں حضرت ﷺ کو بعض کا ہدیہ رد کردینے میں اس کے اسلام کی طرف مائل نہ ہونے کی امید تھی وہاں رد کردیا۔ اور بعض کا ہدیہ قبول کرنے میں اس کے مسلمان ہوجانے کی امید تھی تو قبول کرلیا۔ (۲۰) اور بلقیس نے جو رد ہدیہ کو نبی ہونے کی علامت قرار دیا اس کا سبب یہ نہ تھا کہ نبی کے لئے ہدیہ قبول کرنا مشرک کا جائز نہیں بل کہ سبب یہ تھا کہ اس نے اپنا ہدیہ درحقیقت ایک رشوت کی حیثیت سے بھیجا تھا کہ اس کے ذریعے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حملے سے محفوظ رہ سکے۔ (۲۰)

اس آیت سے متعلق جو تفصیلات حضرات مفسرین نے ذکر فرمائی ہیں، ان کی روشنی میں یہ بات نمایاں طور پر واضح ہوگئی کہ عہد قدیم سے ہدایا اور تحائف لینے دینے کا سلسلہ رہا ہے۔ اس آیت میں اشارتاً ہدیئے اور رشوت کا لطیف فرق بھی سامنے آگیا، یہ ہدیئے کی کہانی ایک بادشاہ اور ملکہ کی سرگزشت ہے، اب قارئین کے سامنے ہدیئے اور تحفے کے تعلق سے احادیث رسول اللہ ﷺ سے کچھ روایات پیش کررہے ہیں، جس سے ہدیئے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی حاصل ہوگی۔

ہدیہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ

ا۔ حضرت علی بن رباح سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ان الهدية رزق من الله فمن أهدى له شئ فلْيقبله وليعط خيرًا منه (۲۱)

ہدیہ اللہ کی طرف سے رزق کی ایک قسم ہے، چناں چہ جسے ہدیئے میں کچھ ملے تو چاہئے کہ وہ اسے قبول کرے اور اس سے بہتر اس کا بدلہ اسے دے۔

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

۲۔ فمن قبلها فانمّا يقبلها من الله عزوجل ومن ردها فانما يردها على الله عزوجل (۲۲)

پس جو شخص ہدیہ قبول کرتا ہے گویا کہ اس نے اللہ کی طرف سے قبول کیا، اور جس نے اس کو رد کردیا تو اس نے گویا اللہ پر اس کو رد کردیا۔

دوسری حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

۳۔ من أعطى شيئًا من غير سؤال ولا استشراف نفس فانه رزق من الله فليقبله ولا يرده (۲۳)

جسے کوئی چیز بغیر مانگے اور بغیر دلی خواہش کے دی جائے تو گویا وہ اللہ کی طرف سے اس کے لئے رزق ہے تو چاہئے کہ وہ اسے قبول کرے اور لوٹائے نہیں۔

کنز العمال کی ایک حدیث میں ہدیئے کو حلال رزق سے تعبیر کیا گیا ہے:

۴۔ الهدية رزق من الله طيب فاذا أهدى الى أحدكم فليقبلها وليعط خيرًا منها (۲۴)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

تهادوا، فان الهدية تذهب الضغائن (۲۵)

ہدیہ دیا کرو، کیوں کہ ہدیہ دل سے کینوں کو ختم کردیتا ہے۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

تهادوا فان الهدية تذهب وحر الصدر، ولاتحقرن لجارتها ولوشق فرسن شاة (۲۶)

آپس میں ہدیہ دیا کرو کیوں کہ یہ سینے کی آگ کو ختم کرتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لئے بکری کے کھر کے ایک ٹکڑے کے ہدیئے کو بھی معمولی اور حقیر تصور نہ کرے۔

۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

یامعشر الانصار تهادوا فان الهدية تحل السخيمة وتورث المودة، فوالله لو أهدى الى كراع لقبلت ولودعيت الى ذراع لأجبت (۲۷)

اے انصار کی جماعت ہدیہ دیا کرو کیوں کہ ہدیہ دل کے کینے کو ختم کرتا ہے اور محبت و دوستی بڑھاتا ہے، اللہ کی قسم اگر مجھے جانور کا پایہ جیسی معمولی چیز کا بھی ہدیہ دیا جائے تو میں اسے قبول کروں گا، اور اگر مجھے دست کے گوشت کی دعوت کی جائے تو میں جاؤں گا۔

۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے مسلمان عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یانساء المومنين تهادوا ولو بفرسن شاة فانه يثبت المودة ويذهب الضغائن (۲۸)

آپس میں ہدیہ دیا کرو اگر چہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور دل کا کینہ ختم ہوتا ہے۔

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

تهادوا تزدادوا حبا (۲۹)

آپس میں ہدیہ دیا کرو اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تهادوا فان الهدية تذهب وغر الصدر (۳۰)

ہدیہ دیا کرو اس لئے کہ ہدیہ دل کے کینے کو ختم کرتا ہے۔

۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تهادو الطعام بينكم فان ذالك توسعة فى أرزاقكم (۳۱)

آپس میں کھانے کا ہدیہ دیا کرو، یہ عمل تمہاری روزی میں کشادگی کا سبب بنے گا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

یابنی تباذلوا بينكم فإنه أود لما بينكم (۳۲)

اے لوگو! آپس میں خرچ کیا کرو، اس سے آپس میں محبت بڑھے گی۔

ہدیہ اور صحابہ کرام

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان المسلمون يتهادون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم صلة بينهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو قد أسلم الناس .لتهادوا فاقة(۳۳)

مسلمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپس میں میل جول اور صلہ رحمی کے طور پر ہدیہ دیا کرتے تھے، تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر لوگ اسلام قبول کرلیں تو فاقے کی حالت میں بھی دوسروں کو ہدیہ دیتے رہیں گے۔

ہدیہ اور تابعین

۱۴۔ علامہ مناوی فیض القدیر میں لکھتے ہیں:

قال شيخنا العارف الشعراوى: كان التابعون يرسلون الهدية لأخيهم ويقولون نعلم غناك عن مثل هذا، وانما أرسلنا ذلك لتعلم أنك منا علىٰ بال(۳۴)

ہمارے شیخ عارف شعراوی کہتے ہیں کہ تابعین عظام اپنے بھائیوں کو ہدایا پیش کرتے اور کہتے کہ ہمیں اس کا علم ہے کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں، پھر بھی ہم نے آپ کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ آپ جان لیں کہ بے شک آپ ہمارے دل میں ہیں۔

ہدیہ گناہوں سے تحفظ کا ذریعہ

۱۵۔ حضرت عصمہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدیئے کے بارے میں فرمایا:

الهدية تذهب بالسمع والبصر(۳۵)

یہ مکان اور آنکھ سب پر حاوی ہوجاتا ہے۔

علامہ مناوی نے اس حدیث کا مطلب یہ لکھا کہ ہدیہ دینے سے ہدیئے کے ذریعے قبول کرنے والے کے دل میں دینے والے کی محبت ایسی بڑھ جاتی ہے، کہ جس کے نتیجے میں وہ ایسا ہوجاتا ہے، گویا کہ اس کی برائیاں سننے سے اس کے کان بہرے اور اس کے عیب جوئی سے اس کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہوں۔(۳۶)

ہدیئے کی فضیلت

۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لأن اعول اهل بيت من المسلمين شهراً أو جمعة أو ماشاء الله أحب الى من حجة بعد حجة ولطبق بدانق أهديه الى أخ فى الله عزوجل أحب الى من دينار أنفقه فى سبيل الله عزوجل (۳۷)

ایک مسلم گھرانے کی ایک ماہ، یا ایک ہفتہ یا جتنا اللہ چاہے میں کفالت کروں یہ میرے لئے بار بار حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے اور دانق (دانگ) کی ایک پلیٹ جسے میں کسی دینی بھائی کو ہدیہ کروں یہ میرے لئے اللہ کے راستے میں ایک دینار خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

نبی علیہ السلام نے کسریٰ کا ہدیہ قبول فرمایا

۱۷۔ عن علی رضی الله عنه أن كسرىٰ أهدى للنبى صلى الله عليه وسلم هدية فقبل منه وان الملوك أهدوا اليه فقبل منهم (۳۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول فرمایا، اسی طرح دوسرے شاہان وقت کا ہدیہ بھی آپ نے قبول کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کو قیصر وکسریٰ اور دوسرے شاہان وقت کا ہدیہ

۱۸۔ عن علی رضی الله عنه قال أهدى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كسرى فقبل منه وأهدى اليه فقبل منه واهتدت اليه الملوك فقبل منهم (۳۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔ اسی طرح قیصر کا ہدیہ بھی آپ نے قبول کیا، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے شاہان وقت نے آپ کی خدمت میں ہدایا پیش کئے، اور آپ نے ان سب کے ہدایا کو قبول فرمایا۔

نبی علیہ السلام ہدیئے کی چیزیں تناول فرماتے، صدقہ نہیں کھاتے

۱۹۔ عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

اذا أتی بطعام سأل عنه : أهدية أم صدقة؟ فان قيل صدقة قال لأصحابه كلوا، ولم يأكل ، وان قيل هدية ضرب بيده صلى الله عليه وسلم فأكل معهم (۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی کھانا آتا تو دریافت فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرماتے کہ آپ لوگ کھائیے اور خود نہیں کھاتے، لیکن اگر ہدیہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب کے ساتھ تناول فرماتے۔

آپ ﷺ کو پیش کئے گئے ہدایا اور تحائف

۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أنفجنا أرنبا بمر الظهر ان فسعى القوم فلغبوا،فأدركتها فأخذتها، فأتيت بها أبا طلحة فذبحها وبعث الى رسول الله ﷺ بوركها أو فخذيها(۴۱)

مر الظہر ان میں ہمیں ایک خرگوش نظر آیا، لوگ اس کے پیچھے پکڑنے کے لئے بھاگے، مگر تھک ہار کر رہ گئے لیکن میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر حضرت ابو طلحہؓ کے پاس آیا تو انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی کمر یا ران کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجا۔

۲۱۔ عن ابن عباس رضی الله عنه قال: أهدت أم حفيد خالة ابن عباس الى النبی صلی الله عليه وسلم أقطا وسمنا وأضبا، فأكل النبی صلی الله عليه وسلم من الأقط والسمن وترك الأضب تقذرا (۴۲)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ان کی خالہ ام حفیدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پنیر، گھی اور گوہ کا ہدیہ پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی کو تناول فرمایا اور گوہ کو طبعی نفرت کی بنا پر چھوڑ دیا۔

۲۲۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

أتی النبی صلی الله عليه وسلم بلحم ، فقيل: تصدق على بريرة، قال: هو لها صدقة ولنا هدية (۴۳)

نبی علیہ السلام کی خدمت میں گوشت لایا گیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ وہ گوشت ہے، جو

حضرت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بریرہ کے لئے صدقے کے حکم میں ہے اور ہمارے لئے ہدیہ۔

۲۳۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے:

أن يهودية أتت النبي صلى الله عليه وسلم بشاة مسمومة فأكل منها، فقيل: ألا نقتلها؟ قال: لا، فمازلت أعرفها في لهوات رسول الله صلى الله عليه وسلم (۴۴)

ایک یہودی عورت آپ کے پاس زہر آلود بکری (کا گوشت) لے کر آئی، آپ نے اس میں سے تناول فرمایا، صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے دریافت کیا ہم اس عورت کو قتل نہیں کردیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تالوں میں اس زہر کے اثرات میں ہمیشہ دیکھتا تھا۔

۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی نے آپ ﷺ کو ہدیے میں ایک اونٹ پیش کیا، تو آپ نے ایک کے بدلے ۶ اونٹ اسے دیئے، جس پر بھی وہ خوش نہیں ہوسکا اور اپنی ناراضی کا اظہار کیا، جب اس کی اطلاع آپ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا:

ان فلانا أهدى الي ناقة فعوضته منها بست بكرات فظل ساخطا، لقد هممت أن لا أقبل هدية الا من قرشي أو أنصاري أو ثقفي أو دوسي (۴۵)

فلاں شخص نے مجھے اونٹنی کا ہدیہ دیا تھا، تو میں نے اسے اس کے بدلے ۶ جوان اونٹ دیئے، تو اس پر بھی وہ ناراض ہی رہا، میں نے اب یہ ارادہ کیا ہے کہ قریش، انصار، بنو ثقیف اور قبیلہ دوس کے علاوہ کسی دوسرے کا ہدیہ قبول نہ کروں۔

۲۵۔ عن انس رضي الله عنه أن مالك ذي يزن أهدى الي النبي ﷺ حلة أخذها بثلاث وثلاثين بعيرا أو ثلاث وثلاثين ناقة فقبلها (۴۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ ذی یزن نے آپ ﷺ کو ایک زیور کا ہدیہ بھیجا جسے اس نے ۳۳ اونٹ یا اونٹنی کے بدلہ لیا تھا اور نبی علیہ السلام نے اسے قبول بھی فرمایا

۲۶۔ عن عياض بن عبدالله عن أبيه: رأيت النبي ﷺ أهدى له رجل عكة من عسل فقبلها وقال احم شعبي فحماه وكتب له كتابا (۴۷)

عیاض بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آں حضرت ﷺ کو دیکھا کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کو شہد کا ایک ڈبہ ہدیئے میں پیش کیا، تو آپ نے اسے قبول فرمایا، حضرت عیاض نے درخواست کی کہ میرے قبیلے کی حفاظت کی ذمے داری قبول فرمالیجئے، آپ ﷺ نے حفظ وامان دیتے ہوئے ایک تحریر بھی ان کے حق میں ثبت فرمادی

۲۷۔عن علی رضی اللہ عنہ أن اکیدر دومة أهدی الی النبی ﷺ ثوب حریرا فأعطاہ علیا قال شققه خمرا بین النسوة (۴۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکیدر دومہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں ریشم کا کپڑا ہدیہ میں پیش کیا، تو آپ ﷺ نے اسے حضرت علی کو دے دیا، اور فرمایا کہ اس کا دوپٹہ بنا کر خواتین میں تقسیم کرادو۔

۲۸۔عن جابر رضی اللہ عنہ أن رجلا من ثقیف أهدی لرسول اللہ ﷺ راویة من خمر بعدما حرم الخمر فأمر بها رسول اللہ ﷺ فشقت فقال رجل لو أمرت بها فتباع فقال رسول اللہ ﷺ أن الذی حرم شربها حرم بیعها (۴۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ثقیف کے ایک شخص نے شراب کے حرام ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کو شراب کا ایک مٹکا ہدیئے میں دیا، آپ ﷺ کے حکم سے اسے توڑ دیا گیا، تو ایک شخص نے کہا اگر آپ حکم دیتے تو اس کو فروخت کر دیا جاتا، تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس ذات نے اس کا پینا حرام قرار دیا ہے، اسی نے اس کی خرید وفروخت کو بھی حرام کیا ہے۔

۲۹۔ عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ أن ملك ذی یزن أهدی الی رسول اللہ ﷺ جرة من المن فقبلها (۵۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ ذی یزن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ترنجبین کا ایک مٹکا ہدیئے میں پیش کیا، تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔

۳۰۔عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: أهدی المقوقس صاحب الاسکندریه الی رسول اللہ ﷺ مکحلة عیدان شامیة ومرآة ومشطا (۵۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شاہ اسکندریہ مقوقس نے آں حضرت ﷺ کو شامی لکڑی کی بنی ہوئی سرمہ دانی، آئینہ اور کنگھا ہدیئے میں پیش کیا۔

۳۱۔عن ابن عباس رضی الله عنه قال أهدی المقوقس الی رسول الله ﷺ قدح قواریر (۵۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ مقوقس نے آپ ﷺ کو شیشے کی پیالی ہدیتاً پیش کی۔

۳۲۔ عن ابن عباس رضی الله عنه أن الحجاج بن غلاط السلمی أهدی لرسول الله ﷺ سیفه ذالفقار ودحیة أهدی له بغلة شهباء (۵۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حجاج بن غلاط سلمی نے آپ ﷺ کو اپنی تلوار ذوالفقار اور حضرت دحیہ نے شہبا نامی خچر کا ہدیہ آپ ﷺ کو پیش کیا۔

۳۳۔عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: أهدی الی رسول الله ﷺ أرنب وأنا نائمة فخبألی منها العجز فلما قمت أطعمنی (۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام کو خرگوش کا ہدیہ پیش کیا گیا، اس وقت میں سوئی ہوئی تھی، چناں چہ حضور نے میرے لئے پونٹھ کا گوشت چھپا کر رکھا، جب میں بیدار ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے کھلایا۔

۳۴۔عن عائشة رضی الله عنها قالت: أهدی ابوجهم بن حذیفة الی رسول الله ﷺ خمیصة شامیة فشهد فیها الصلاة (۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ کو شام کی بنی ہوئی چادر کا ہدیہ پیش کیا، تو آپ ﷺ نے اس میں نماز بھی ادا فرمائی۔

۳۵۔عن سفینة وکان خادماً لرسول الله ﷺ قال أهدی لرسول الله ﷺ طوارین فصنعت له بعضها (۵۶)

حضرت سفینہ جو حضور ﷺ کے خادم ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بہت سارے پرندوں کا تحفہ پیش کیا گیا، تو میں نے ان میں سے آپ کے لئے چند کو بنایا۔

۳۶۔عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال أهدی ملك الروم الی رسول الله ﷺ هدایا وکان فیماأهدی الیه جرة فیها زنجبیل فاطعم کل انسان قطعة وأطعمنی قطعة (۵۷)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت

میں بہت سے ہدیئے بھیجے ان میں زنجبیل (سونٹھ) کا ایک تھیلا بھی تھا، تو آپ ﷺ نے تمام آدمیوں کو اس میں سے کھلایا اور مجھے بھی اس کا ایک ٹکڑا دیا۔

معجم اوسط طبرانی میں بھی یہ روایت مذکور ہے، مگر وہاں ملک الروم کی جگہ پر ملک الہند کا تذکرہ ہے کہ ہندوستان کے بادشاہ نے آپ کی خدمت میں زنجبیل کا ہدیہ پیش کیا اور فاطعم کل انسان کی جگہ فاطعم اصحابه کا کلمہ آیا ہے۔

۳۷۔ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: أهدی ملك الهند الی رسول الله ﷺ جرة فیها زنجبیل فاطعمه اصحابه قطعة وأطعمنی فیها قطعة(۵۸)

۳۸۔عن انس رضی الله عنه قال: أهدی ملك ذی یزن لرسول الله ﷺ حلة أخذها بثلاثة وثلاثین بعیراً أوثلاثة وثلاثین ناقة فلبسها ساعة من نهار ثم القاها (۵۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذی یزن کے بادشاہ نے حضور ﷺ کو ایک ایسے جوڑے کا ہدیہ پیش کیا جسے اس نے ۳۰ یا ۳۳ اونٹنی کے بدلہ لیا تھا، آپ ﷺ نے اسے کچھ دیر کے لئے زیب تن بھی فرمایا، پھر اتار دیا۔

۳۹۔ عن ابن عمر رضی الله عنه أن جعفر بن أبی طالب أهدی الی رسول الله ﷺ سفر جلا فاعطی معاویة ثلاث سفر جلات (۶۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جعفر بن ابی طالب نے آپ ﷺ کو سفرجل (ککڑی جیسی چیز) کا ہدیہ دیا، تو حضرت معاویہ نے اس کے بدلہ تین سفرجل انہیں دیئے۔

۴۰۔عن انس رضی الله عنه قا:أهدی للنبی ﷺ طائر کان یعجبه (۶۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو ایک ایسے پرندے کا ہدیہ دیا گیا، جسے آپ ﷺ بہت پسند فرماتے تھے۔

۴۱۔قال انس رضی الله عنه أهدی الی رسول الله ﷺ حجل مشوی(۶۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حجل (ایک مشہور پرندہ) کا بھنا ہوا گوشت ہدیئے میں دیا گیا۔

۴۲۔ أهدی ملك أیلة للنبی ﷺ بغلة بیضاء وکساه بردا وکتب الیه

ببحرهم (٦٤)

شاہ ایلہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں سفید خچر کا ہدیہ پیش کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں چادر پہنائی اور بحر کا علاقہ ان کے لئے تحریری طور پر نام زد کردیا۔

۴۳۔ عن انس رضي الله عنه قال: أهدى للنبي ﷺ جبة سندس وكان ينهى عن الحرير فعجب الناس منها فقال: والذي نفس محمد بيده لمناديل سعد بن معاذ في الجنة أحسن من هذا (٦٥)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ریشم کا جبہ ہدیئے میں پیش کیا گیا، جب کہ آپ ریشم کے استعمال سے منع فرماتے تھے، تو لوگوں کو اس سے تعجب ہوا، تو آپ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، جنت میں سعد بن معاذ کے تولیے اس جبے سے زیادہ خوب صورت ہیں۔

۴۴۔ أن النبي ﷺ لما نزل الحديبية أهدى عمرو بن سالم وبسر بن سفيان الخزاعيان غنما وجزورا مع غلامهم (٦٦)

آں حضرت ﷺ جب (بہ غرض عمرہ) حدیبیہ میں قیام پذیر ہوئے تو وہاں دو خزاعی صحابی عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان نے اپنے ایک نوجوان کے ہم راہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بکری اور اونٹ تحفہ بھیجا۔

۴۵۔ أن النبي ﷺ أهديت له ضغابيس فقبلها وقبلها وأكل (٦٧)

آں حضرت ﷺ کی خدمت میں چھوٹے چھوٹے سائز کی ککڑی جیسی چیز ہدیئے میں پیش کی گئی، تو آپ ﷺ نے اسے بوسہ دیتے ہوئے قبول فرمایا اور اس میں سے تناول بھی فرمایا۔

۴۶۔ عن عائشة رضي الله عنها...... قولها، كان لرسول الله ﷺ جيران من الأنصار كانت لهم منائح وكانو يمنحون رسول الله ﷺ من ألبانهم فسقينا (٦٨)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے چند انصار پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں اور حضرات انصار نبی علیہ السلام کو دودھ پیش فرماتے، تو آپ ﷺ اس میں سے مجھے بھی پلاتے۔

آپ ﷺ کی طرف سے پیش کئے جانے والے ہدایا اور تحائف

۴۷۔عن ابی اسحاق بن عبدالله بن الحارث رضی الله عنه أن النبی ﷺ اشتری حلة ببضع وعشرین قلوصا فأخذها الی ذی یزن فقبلها (۶۹)

اسحٰق بن عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پچیس یا اس سے زائد اونٹوں میں ایک جوڑا خریدا اور شاہ ذی یزن کو اس کا ہدیہ دیا اور اس نے اسے قبول بھی کیا۔

۴۸۔عن علی رضی الله عنه أن النبی ﷺ بعث الیه بحلة سیراء قال فلبستها فقال لم آمرك بلبسها قال فأمرنی فأطرتها بین نسائی (۷۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے آپ کے پاس ایک دھاری دار جوڑا بھیجا وہ فرماتے ہیں میں نے اسے خود ہی پہن لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کے میں نے تمہیں اسے خود ہی استعمال کرنے کے لئے نہیں کہا تھا، پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے خواتین میں تقسیم کرادیا۔

۴۹۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جبہ بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھے یہ بھیجا اور آپ نے اس کے بارے میں جو بات فرمائی وہ تو فرمایا ہی، آپ ﷺ نے فرمایا:

قال: انی لم أبعث بها الیك لتلبسها انما بعثت بها الیك لتنتفع بها (۷۱)

میں نے اسے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے خود ہی پہن لو، میں نے تو اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس سے نفع حاصل کرو۔

۵۰۔واشتری النبی ﷺ من عمر بعیرا ثم اعطاه ابن عمر وقال: اصنع به ماشئت (۷۲)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خریدا اور اسے حضرت ابن عمر کو دے دیا، اور فرمایا کہ تم کو اس پر مکمل اختیار ہے۔

۵۱۔سمعت جابرا رضی الله عنه قال: قال لی النبی ﷺ لو جاء مال البحرین أعطیتك هكذا (ثلاثا) فلم یقدم حتی توفی النبی ﷺ، فامر أبوبكر منادیا، فنادی: من كان له عندالنبی ﷺ عدة أودین فلیأتنا، فأتیته ان النبی

ﷺ وعدني، فحثى لي ثلاثا (۷۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اگر بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اتنا دوں گا اور ہاتھ سے تین کا اشارہ فرمایا، مگر اس مال کے آنے سے پہلے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے، تو آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منادی کو آواز لگانے کا حکم دیا، اور اس نے آواز لگائی کہ جس کا بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمے کوئی وعدہ یا قرض باقی ہو تو ہمارے پا آئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا، اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے مجھے تین لپ عنایت فرمایا۔

۵۲۔عن المسرور بن مخرمة رضي الله عنهما أنه قال: قسم رسول الله ﷺ أقبية ولم يعط مخرمة منها شيئا، فقال مخرمة: يابني انطلق بنا الىٰ رسول الله ﷺ فانطلقت معه فقال: ادخل فادعه لي، قال: فدعوته له، فخرج اليه وعليه منها، فقال خبأنا هذا لك، قال: فنظر اليه فقال: رضي مخرمة (۷۴)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے چند قبائیں تقسیم فرمائیں، مگر حضرت مخرمہ کو اس میں سے ایک بھی نہیں ملا، تو مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے! تم مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے چلو، میں ان کے ساتھ گیا، تو انہوں نے مجھے اندر جا کر حضور کو بلانے کے لئے کہا، تو میں گیا اور حضور ﷺ کو بلایا، تو آپ ان کی طرف باہر تشریف لائے آپ ﷺ کے بدن پر ان ہی قبا میں سے ایک قبا تھی، آپ نے ارشاد فرمایا یہ ہم نے تمہارے لئے چھپا رکھا تھا، پھر حضور ﷺ نے دیکھا اور فرمایا مخرمہ خوش ہو گئے۔

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب زاد المعاد میں اس موضوع سے متعلق متعدد روایتوں کو جمع کیا ہے، اور نبی علیہ السلام سے ہدیہ قبول فرمانے اور دینے سے متعلق بہت تفصیلی کلام کیا ہے، خاص طور پر نبی علیہ السلام کا غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنے یا انہیں دینے کے موضوع پر مختلف روایتوں کو جمع کیا ہے۔ (۷۵)

عرب وفود کو دیئے گئے ہدایا وتحائف

نبی کریم ﷺ نے جن لوگوں کو ہدیہ دیا ہے، ان میں عام صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ ایک بڑی

جماعت ان لوگوں کی بھی ہے، جو وفد کی شکل میں آپ ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوئے، ان میں جہاں بہت سے مسلم وفود ہیں، وہیں بہت سے ایسے بھی ہیں، جو اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تھے، ذیل میں عیون الاثر کے حوالہ سے مختصراً نبی علیہ السلام نے انہیں جو ہدایا وتحائف دیئے ہیں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

وفد بنی ثعلبہ: یہ وفد آپ ﷺ کی خدمت میں چار افراد پر مشتمل ۸ھ میں حاضر ہوا، حضرت بلالؓ نے ان کی ضیافت فرمائی، اور نبی علیہ السلام کے حکم سے وفد کے ہر فرد کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی کا تحفہ دیا گیا۔(۷۶)

وفد بنی سعد ہذیم: یہ وفد ۹ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے واپسی کے وقت انہیں بھی چند اوقیہ چاندی کا تحفہ دیا۔(۷۷)

وفد بہراء: ۱۳ر افراد پر مشتمل یہ وفد یمن سے آپ ﷺ کے پاس آیا، حضرت مقداد بن اسودؓ کے مکان پر ان کا قیام رہا، جب یہ اپنے گھر واپس جانے لگے تو آپ نے انہیں انعامات سے نوازا۔(۷۸)

وفد بنی عذرۃ: ماہ صفر، ۹ھ میں یہ حضرات نبی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے، ان کی تعداد ۱۲ تھی، چند دن ان کا قیام رہا، واپسی کے وقت آپ ﷺ نے انہیں بھی کچھ عطا فرمایا۔(۷۹)

وفد بلی: ربیع الاول، ۹ھ میں یہ وفد آپ ﷺ کے پاس آیا، جب یہ لوگ واپس ہونے لگے تو آپ نے انہیں بھی ہدایا وتحائف دیئے۔(۸۰)

وفد بنی مرۃ: ۱۳ر افراد پر مشتمل یہ وفد جن کے سردار حارث بن عوف تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، واپسی کے وقت ہر فرد کو دس اوقیہ چاندی دیا گیا۔ حضرت حارث بن عوف جو اس وفد کے سربراہ تھے انہیں بارہ اوقیہ چاندی دیا گیا۔(۸۱)

وفد خولان: شعبان، ۱۰ھ میں یہ وفد ۱۰ افراد پر مشتمل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے انہیں بھی واپسی کے وقت کچھ تحفہ وغیرہ دیا۔(۸۲)

وفد صداء: سن، ۸ھ میں یہ وفد آپ ﷺ کے یہاں حاضر خدمت ہوا، حجۃ الوداع کے موقع پر اس وفد کے سو حضرات آپ کے شریک سفر تھے، آپ نے جہاں اس وفد کا استقبال فرمایا، وہیں ان کی تعظیم بھی فرمائی اور کپڑے وغیرہ کا انہیں ہدیہ دیا۔(۸۳)

وفد سلامان: ۷ر افراد پر مشتمل یہ وفد حاضر خدمت ہوا، جب یہ واپس جانے لگے تو آپ ﷺ

نے ان میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیے بہ طور تحفہ دیا۔

وفد غامد: سن ۱۰ھ میں ۱۰ افراد پر مشتمل یہ وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ حضرات بقیع غرقد میں فروکش ہوئے، آپ نے انہیں قرآن کی تعلیم دلوائی اور ہدیہ تحائف بھی دیئے۔ (۸۴)

وفد تجیب: یمن کے علاقہ سکون سے تعلق رکھنے والے دس افراد پر مشتمل یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں ان سب سے بہتر سے بہتر ہدیہ دیا، جو عام طور پر آپ نے دوسرے وفود کو دیئے ہیں۔ (۸۵)

وفد غسان: رمضان سن ۱۰ھ میں ۳ افراد پر مشتمل یہ حضرات آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں بھی انعامات واکرامات سے نوازا۔ (۸۶)

ہدایا: جو صحابہ وتابعین کو دیئے گئے

۵۴۔ عن عائشة قالت یارسول الله ! قد أهدی لنا حیس فخبأنا لك منه فقال قربیه اما انی صائم ثم أکل (۸۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ آج مجھے حلوے کا ہدیہ ملا ہے، تو میں نے اس میں سے کچھ آپ کے لئے چھپا کر رکھا ہے تو آپ نے فرمایا، اسے میرے پاس لاؤ، میں تو روزے سے تھا (راوی کہتے ہیں) لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

۵۴۔ عن عطاء أن عائشة رضی الله عنها لما أهدی لها طیر أو ظبی فی الحرم فأرسلته (۸۸)

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ حرم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پرندے یا ہرن کا ہدیہ دیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے چھوڑ دیا۔

۵۵۔ عن نافع أن عبدالله بن عامر أهدی لأبیه عمر ظباء مذبوحة وهو بمکة فلم یقبلها (۸۹)

حضرت نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے ان کے والد عمر کو مکہ میں ذبح کی ہوئی ہرن کا ہدیہ دیا، تو انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

۵۶۔ عن عبیدالله بنعدی وکان مولی لعبدالله بن عمر رضی الله عنه قدم

من العراق فجاء ہ یسلم علیه فقال، اهدیت الیك هدیة قال وماهی؟ قال: جوارش ، قال: وماجوارش؟ قال تهضم الطعام فقال فما ملأت بطنی طعاما منذ أربعین سنة فما أصنع به (۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ان کے غلام عبیداللہ بن عدی جو عراق سے آئے تھے، ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ میں آپ کے لئے ہدیہ لایا ہوں تو عبداللہ بن عمرؓ نے پوچھا کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا جوارش، پھر پوچھا کہ یہ جوارش کیا چیز ہوتی ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ کھانے کو ہضم کرتا ہے، تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ۴۰ سال سے میں نے اپنا پیٹ بھرا نہیں ہے، تو میں یہ لے کر کیا کروں؟

۵۷۔عن علی أن اکیدر دومة اهدی الی النبی ﷺ ثوب حریر فأعطاه علیا قال شققه خمرا بین النسوة (۹۱)

حضرت علی سے روایت ہے کہ اکیدر دومہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں ریشم کا کپڑا ہدیہ میں پیش کیا تو آپ نے اسے حضرت علی کو دے دیا اور فرمایا کہ اس کا دوپٹہ بنا کر خواتین میں تقسیم کرادو۔

۵۸۔عن أبی ایوب الأنصاری رضی الله عنه کان النبی ﷺ اذا أهدی له طعام أکله ثم بعث به الی (۹۴)

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ہدیئے میں جب کوئی کھانے کی چیز ملتی تو آپ اس میں سے نوش فرماتے اور پھر میرے پاس بھیج دیتے۔

۵۹۔أهدی ابو موسی الأشعری رضی الله عنه الی عمر بن الخطاب رضی الله عنه هدیة فیها سلال، فاستفتح عمر سلة منها فذاقها (۹۵)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بہت سی ٹوکریاں ہدیئے میں دیں، آپ نے ان میں سے ایک کو کھولا اور اسے چکھا بھی۔

۶۰ ۔ عن ابن عباس رضی الله عنه قال: لما أنزلت آیة الکرسی دعا معاویة فلم یجد قلما وذلك أن الله أمر جبرئیل أن یأخذ الأقلام من دواته فقام لیجیء بقلم فقال النبی ﷺ خذ القلم من أذنك، فاذا قلم ذهب مکتوب علیه لااله الاالله هدیة من الله الی أمینه معاویة (۹۶)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آیت الکرسی نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت معاویہ کو بلایا، مگر حضرت معاویہ کو ان کا قلم نہیں مل سکا، اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ حکم دے دیا تھا کہ سارے ہی قلم دوات سے لے لئے جائیں، جب وہ اپنا قلم لانے کے لئے کھڑے ہوئے، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، تم اپنا قلم اپنے کان پر سے لے لو، جب دیکھا گیا تو وہ سونے کا ایسا عظیم الشان قلم تھا، جس پر یہ لکھا ہوا تھا، لا الہ الا اللہ یہ قلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے امین معاویہ کے لئے ہدیہ ہے۔

۶۱۔عن نافع قال: مارد ابن عمر علی أحد هدية ولا رد علی أحد وصية(۹۷)

حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نہ ہی کبھی کسی کا ہدیہ لوٹایا اور نہ ہی کسی کی وصیت۔

۶۲۔عن ابن عباس رضی الله عنه قال: دخلت أنا وخالد بن الوليد مع رسول الله ﷺ علی ميمونة بنت الحارث فقالت: ألا أطعمكم من هدية أهدتها لنا أم عفيفة قال بلی قال فجيیء بضبين مشويين (۹۸)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید نبی علیہ السلام کے ساتھ حضرت میمونہ کے پاس پہنچے، تو انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس ہدیئے میں سے نہ کھلاؤں جو مجھے ام عفیفہ نے دیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیوں نہیں، راوی کہتے ہیں، تو پھر دو بھنے ہوئے گوہ لائے گئے۔

۶۳۔عن المسعر التميمی قال: أهدی الی علی بن أبی طالب فالوذج فی جام يوم النيروز فقال ماهذا؟ قالوا هذايوم النيروز قال: نيروز ناكل يوم بالماء (۹۹)

حضرت مسعر تمیمی سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نیروز کے دن جام میں فالودے کا ہدیہ پیش کیا گیا، حضرت علیؓ نے دریافت کیا، یہ کیا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا، یہ نیروز کا دن ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا، ہمارا نیروز روزانہ پانی سے ہوتا ہے۔

۶۴۔عن عبدالله بن حارث أن عثمان أهديت له حجل وهو فی بعض حجاته(۱۰۰)

عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کو ان کے حج کے دوران حجل (ایک پرندہ) کا ہدیہ دیا گیا۔

غیر مسلموں کو ہدیہ دینا اور ان کا ہدیہ قبول کرنا

۶۵۔ عن عیاض بن حمار قال: أهدیت للنبی ﷺ ناقة، فقال: أسلمت؟ فقلت لا، فقال النبی ﷺ انی نهیت عن زبدة المشرکین (۱۰۱)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو اونٹنی کا ہدیہ پیش کیا، تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اسلام قبول کیا ہے، میں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ مجھے مشرکین کے ہدیئے تحائف سے منع کیا گیا ہے۔

اس حدیث سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں جب کہ دوسری بہت سی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلم وفود اور بادشاہوں کا ہدیہ قبول فرمایا ہے، اس لئے محدثین کرام نے اس حدیث کی مختلف تشریح وتوضیح کی ہے، علامہ قرطبی کے بہ قول بعض علما نے اس حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے، جب کہ بعض علما نے لکھا ہے کہ یہاں اس حدیث میں نسخ نہیں ہے، بل کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام صرف ان غیر مسلموں کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے، جو آپ کے خلاف برسر پیکار ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ (۱۰۲)

علامہ قرطبی کے بہ قول اس حدیث کی یہ تشریح سب سے اچھی تشریح ہے۔

علامہ ابن حجر نے بھی اس سلسلے میں علما کی متعدد تشریحات نقل فرمائی ہیں جن میں سے ایک تشریح یہ ہے کہ صرف ان غیر مسلموں کا ہدیہ لینا منع ہے، جو اپنے ہدیئے کے ذریعے مسلمانوں سے دلی محبت اور قلبی لگاؤ پیدا کرنا چاہتے ہوں، ہاں! اگر غیر مسلم کو اسلام سے مانوس کرنا یا اسلام سے اس کے تعلق کو جوڑنا مقصد ہو تو پھر ایسے غیر مسلم کا ہدیہ لینا درست ہے۔

علامہ ابن حجر نے اس تشریح کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بات دوسری تشریحات کے مقابلے میں زیادہ مضبوط معلوم ہوتی ہے۔ (۱۰۳)

مشہور محدث اور مفسر علامہ سیوطیؒ نے بھی غیر مسلموں کو اسلام سے جوڑنے کے مقصد کے تحت ان کے ہدایا قبول کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۱۰۴)

امام محمدؒ نے سیر کبیر میں لکھا ہے کہ کافر حربی ہو یا ذمی وہ دار الحرب میں رہنے والا ہو یا دار السلام میں

ان دونوں کا ہدیہ قبول کرنا یا انہیں دینا جائز ہے، امام محمد نے سیر کبیر میں اس مسئلے پر تفصیلی گفت گو کی ہے، آپ لکھتے ہیں:

لابأس للمسلم أن يعطى كافرا حربيا أو ذميا، وان يقبل الهدية منه لما روى أن النبى ﷺ وهب خمس مائة دينار الىٰ أهل مكة حين قحطوا وأمر بدفعها الى أبى سفيان بن حرب وصفوان بن اميه ليفرقا على فقراء اهل مكة ولأن صلة الرحم محمودة فى كل دين، والاهداء الى الغير من مكارم الاخلاق (۱۰۵)

مسلمان کا کسی کافر حربی یا معاہد کو ہدیہ دینا یا ان کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، کیوں کہ ایک حدیث میں مروی ہے، کہ مکہ میں قحط پڑا تو آپ نے پانچ سو دینار ابوسفیان ابن حرب اور صفوان ابن امیہ کے پاس روانہ فرمایا، اور مکہ کے محتاجوں پر اسے تقسیم کرا دینے کا حکم دیا، اور اس لئے بھی کہ صلہ رحمی کو تمام مذاہب میں بہتر عمل سمجھا جاتا ہے نیز دوسروں کو ہدیہ دینا یہ اخلاق کریمانہ میں شامل ہے۔

چناں چہ ماضی قریب کے ہندوستانی علما نے بھی ہندوؤں کی طرف سے اپنے تہوار کے موقع پر مسلمانوں کو دیئے جانے والے ہدایا وتحائف کو لینا جائز قرار دیا ہے۔حضرت مفتی عزیز الرحمنؒ نے علامہ رشید احمد گنگوہیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ دیوالی کے موقع پر ہندو اگر مسلمان کو ہدیہ اور تحائف دیں تو ان کا لینا جائز ہے۔(۱۰۶)

خوش بو کا ہدیہ

۶۶۔حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من عرض عليه ريحان فلا يرده فانه خفيف المحمل طيب الريح (۱۰۷)

جسے ریحان (خوش بو) کا ہدیہ دیا جائے، تو وہ اسے لوٹائے نہیں، اس لئے کہ وہ ہلکی شئی ہے اور پاکیزہ خوش بو رکھتی ہے۔

۶۷۔بخاری شریف کی بھی ایک روایت میں خوش بو کا ہدیہ واپس نہ کرنے کے سلسلے میں نبی علیہ السلام اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل مذکور ہے:

حدثنى ثمامة بن عبدالله قال: دخلت عليه فناولنى طيبا، قال: كان أنس

رضی اللہ عنہ لایرد الطیب ، قال: وزعم أنس ان النبی ﷺ کان لا یرد الطیب (۱۰۸)

اس حدیث سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو ہدیہ میں خوش بو پیش کی جائے ،تو اس کا واپس کر دینا جائز نہیں مگر علامہ نووی نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عام حالات میں تو خوش بو کا ہدیہ واپس کر دینا جائز نہیں لیکن اگر کوئی عذر شرعی ہو تو واپس کیا جاسکتا ہے۔(۱۰۹)

معمولی چیز کا ہدیہ

۶۸۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

لودعیت الی ذراع أو کراع لأجبت ، ولو أھدی الی ذراع أو کراع لقبلت(۱۱۰)

اگر مجھے دست و پا کی بھی دعوت دی جائے ،تو میں اس میں جاؤں گا،اسی طرح اگر مجھے ہدیے میں یہ چیزیں دی جائیں تو میں اسے بھی قبول کروں گا۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ اگر کسی کو معمولی چیز کا بھی ہدیہ دیا جائے تو وہ اسے قبول کرنا چاہئے ، چناں چہ علامہ ابن حجر نے اس حدیث کی تشریح میں یہی بات ذکر کی ہے، نبی علیہ السلام کا ہدیے میں پایہ قبول کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے، بل کہ اس کی تاکید ہے کہ ہدیہ خواہ کم ہی کیوں نہ ہو، قبول کرنا چاہئے تاکہ بھیجنے والا کہیں یہ معمولی چیز بھی بھیجنے سے نہ رک جائے ، نیز اس سے اس کی دل جوئی بھی ہو جائے گی۔(۱۱۱) صحیح ابن حبان میں بھی ایک حدیث کی تشریح میں یہ بات منقول ہے کہ ہدیہ اگر چہ مقدار میں کم ہو مگر اس کا قبول کرنا ضروری ہے۔(۱۱۲)

کون سا پڑوسی ہدیے کا زیادہ حق دار ہے؟

۶۹۔عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قلت یارسول اللہ ان لی جارین فانی أیھما أھدی ؟ قال: الی أقربھما منك بابا (۱۱۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں ،تو میں کن کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمہارے دروازے زیادہ قریب ہو ان کو ہدیہ دو۔

وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہدیہ دینا

۷۰۔ حضرت حسین بن علی نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

نعم شیء الهدية أمام الحاجة (۱۱۴)

بہترین ہدیہ وہ ہے جو ضرورت کے پیش نظر دیا جائے۔

ہدیئے میں خاص شخص اور خاص موقع کا لحاظ رکھنا

۷۱۔عن عائشة رضي الله عنها أن الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بها أو يبتغون بذلك مرضاة رسول الله ﷺ (۱۱۵)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام اپنے تحائف کے لئے حضرت عائشہؓ کی باری کے دن کا خاص خیال رکھتے تھے اور ایسا کرنے میں وہ آں حضرت ﷺ کی رضا جوئی ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

کسی کی سفارش کے بعد اس کا ہدیہ قبول کرنا

۷۲۔ حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

من شفع لأخيه بشفاعة فأهدى له هدية عليها فقبلها فقد أتى بابا عظيما من ابواب الربا (۱۱۶)

جس نے اپنے بھائی کے لئے کوئی سفارش کی اور اس نے اسے ہدیئے میں کچھ دیا، اور اس نے لے بھی لیا، تو گویا اس نے سود کے ایک بڑے دروازے کو اپنے لئے کھول لیا۔

بیت المقدس میں تیل کا ہدیہ بھیجنے کی فضیلت

۷۳۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ بیت المقدس کے بارے میں کچھ بتائیے، تو آپ نے فرمایا:

ارض المحشر وأرض المنشر، ائتوه فصلوا فيه فان صلاة فيه كالف صلاة، قلنا يا رسول الله من لم يستطع أن يتحمل قال من لم يستطع أن يأتيه فليهداليه زيتا يسرج فيه فان من أهدى زيتا كان كمن أتاه (۱۱۷)

یہ تو محشر اور منشر کی زمین ہے، وہاں جا کر نماز ادا کرو، کیوں کہ اس میں ایک نماز ہزار نماز

کے برابر ہے، حضرت میمونہ کہتی ہیں کہ ہم نے غرض کیا کہ جو آدمی وہاں جانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، وہ کیا کرے؟ تو آپ نے فرمایا: اسے چاہئے کہ وہ بیت المقدس میں تیل کا ہدیہ بھیج دے، جس سے اس میں چراغ جلایا جاسکے، کیوں کہ جس نے وہاں تیل بھجا وہ ایسا ہی ہے گویا وہ وہاں حاضر ہوا۔

بعض صحیح روایتوں میں بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ثواب پانچ سو نماز پڑھنے کے ثواب کے برابر کا تذکرہ ہے۔

ہدیئے میں حاضرین کا حصہ

۴۷۔ عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبی ﷺ : من أهديت له هدية وعنده قوم فهم شركاء فيها (۱۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں جسے کوئی چیز ہدیہ میں دی گئی اور وہاں پر اور بھی لوگ موجود ہوں تو وہ تمام کے تمام اس ہدیہ میں شریک ہیں۔

یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ہدیئے میں کوئی چیز دی جائے جو تقسیم کے قابل ہو اور اگر کوئی ایسی چیز جو تقسیم کے قابل نہ ہو یا یہ کہ تقسیم تو کی جاسکتی ہو، مگر اس تقسیم سے کوئی فائدہ نہ ہو تو پھر ایسی چیز کے ہدیئے کا حکم یہ ہے کہ اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا، بل کہ وہ صرف مہدی الیہ (یعنی جسے ہدیہ دیا گیا ہے) اس کے لئے ہوگا۔ علامہ شامی علامہ طحاوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الطحاوی: اذا كانت الهدية لاتحتمل القسمة كالثوب او مما لايؤكل فی الحال كاللحم ونحوه لم يجعل لأصحابه منه شيئا، وان كان مهيا للأكل فی الحال يجعل لأصحابه من ذلك حظا، ويمسك البقية لأهله كذا فی التاتار خانية (۱۱۹)

امام طحاوی فرماتے ہیں: جب ہدیہ کسی ایسی چیز کا ملے جو تقسیم کے قابل نہ ہو، جیسے کپڑا، یا کوئی ایسی چیز ملے جو فی الفور کھانے کے قابل نہ ہو، جیسے کچا گوشت یا اس طرح کی کوئی دوسری چیز تو اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم نہیں کیا جائے گا، ہاں! اگر فی الفور کھانے کی کوئی چیز ہو تو، وہ شخص جسے ہدیہ ملا ہے، اس میں سے اپنے ساتھیوں کو بھی دے گا۔ اور باقی اپنے

گھر والوں کے لئے رہنے دے گا۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں اسی طرح مذکور ہے۔

علامہ قرطبی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہدیئے میں شرکت کی بات یہ ایک اخلاقی واستحبابی حکم ہے، اگر کسی نے ایسا نہیں کیا تو اس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔(۱۲۰) علامہ قرطبی ہی نے امام ابو یوسف کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہدیئے میں شرکت کی بات کا تعلق صرف اسی صورت میں ہے جب کہ ہدیئے میں کوئی پھل وغیرہ دیا جائے۔(۱۲۱)

ہدیہ اور اس کا بدلہ

ہدیئے کے سلسلے میں اسلام کا ایک اہم حکم یہ ہے کہ جسے ہدیہ دیا جائے اسے چاہئے کہ وہ اس ہدیئے کا بدل اسے دے، بدل دینے میں مناسب یہ ہے کہ جس قیمت یا مقدار میں ہدیہ دیا گیا ہے، بدل دینے والا اس سے بڑھ کر اسے دے، نبی کریم ﷺ کا معمول شریف بھی یہی تھا کہ آپ جہاں ہدیہ قبول فرماتے وہیں ہدیہ پیش کرنے والوں کو اس ہدیئے کا بدل بھی عنایت فرماتے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا معمول مبارک بیان فرماتی ہیں کہ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدل بھی دیتے تھے۔(۱۲۲) چناں چہ صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا، وہب بن منبہ جو بڑے تابعی گزرے ہیں انہوں نے تو ہدیئے کا بدل نہ دینے کو تطفیف والا عمل قرار دیا ہے کہ جن پر قرآن مجید میں ہلاکت کے الفاظ آئے ہیں: **ترك المكافاة من التطفيف** (۱۲۳)

قاضی شریح اور بعد کے لوگوں میں ابراہیم بن ادھم وغیرہ سے بھی بہ کثرت اس سلسلے میں واقعات منقول ہیں، جن میں ہدایا کا بدل دینے کا تذکرہ ہے۔

مشہور محدث اور شارح حدیث علامہ ابن حجر اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ بدلے کی کم سے کم مقدار ہدیئے کی قیمت کے برابر ہے۔(۱۲۴)

ہاں! اگر کسی کے پاس ہدیئے کا بدل دینے کے لئے کوئی بھی چیز موجود نہ ہو تو ایسے شخص کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہدیہ دینے والے کے لئے مستقل دعا کرتا رہے، تا آں کہ اسے اس کا یقین ہو جائے کہ اس نے اپنی دعا سے ہدیئے کا بدل ادا کر دیا، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تم سے اللہ کے نام پر کچھ مانگے تو تم اسے دو اور جو تمہیں ہدیئے میں کچھ دے، تم اس کا بدل اسے دو، اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو جس سے تم اس کا بدل ادا کر سکو تو تم اس وقت کے لئے دعا کرتے رہو، جب تک یقین نہ ہو جائے کہ تم نے اس کا بدل ادا کر دیا:

۷۵۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من سألکم باللہ فأعطوہ ومن أھدی الیکم فکافئوہ فان لم تجدوا ماتکافئوہ فادعوا اللہ حتی تروہ أن قد کافئتموہ (۱۲۵)

حالت احرام میں اگر جانور کا ہدیہ ملے

۷۶۔ عن الصعب بن جثامۃ رضی اللہ عنہ انہ اھدی لرسول اللہ ﷺ حمارا وحشیا وھو بالابواء أو بودان فرد علیہ ، فلما رأی مافی وجھہ قال: اما انا لم نردہ علیك الا انا حرم (۱۲۶)

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آں حضرت ﷺ کو مقام ابواء یا ودان کے قیام کے دوران گورخر کا ہدیہ پیش کیا، تو آپ نے اسے لوٹا دیا اور جب آپ نے ان کے چہرے پر ناگواری کا احساس دیکھا تو فرمایا: ہم نے اسے اس وجہ سے لوٹا دیا ہے کہ میں احرام میں ہوں۔

حکام عمال اور قاضیوں کے لئے ہدیہ قبول کرنے کا حکم

ہدیہ اور تحفہ کے تعلق سے جتنی احادیث آئی ہیں اور اس باب میں جو آثار اور سلف کا تعامل ملتا ہے جو حدیث، تفسیر، سیر وغیرہ کی کتابوں میں درج ہے ان سب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہدیئے کا دینا لینا آپسی محبت والفت کے جذبات کو بڑھاتا ہے اور اکرام واحترام جو اسلام کا ایک عظیم عبادتی پہلو ہے اس کو تقویت دیتا ہے، ان ساری احادیث کا تعلق ان افراد امت سے ہے جو باہمی قرابت دار ہوں، پڑوسی ہوں صاحب ورع وتقوی ہوں ان سے سماجی اور دینی مراسم وروابط ہوں غیظ وغضب کے جذبات کو دبانا ہو، دل جوئی، پیدا کرنا ہو، ماحول سے حسد اور کینے کی آگ کو بجھانا ہو تو ان تمام جذبات کے پیش نظر ہدایا وتحائف کو محمود ومطلوب بتایا گیا جیسا کہ آپ کو ذکر کردہ احادیث وآثار سے معلوم ہوا۔

رہا یہ کہ آج ہدیئے کے نام پر حاکموں، قاضیوں سرکاری آفیسروں، کلکٹروں، اور مختلف عہدے داروں کو ان کے مناصب کی وجہ سے جو ہدیئے اور تحائف پیش کئے جاتے ہیں، وہ بہ ظاہر ہدیئے کی صورت معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت وسب ہی رشوت کی اور سحت کی ایک قسم ہے الا یہ کہ کوئی اس کی استثنائی صورت ہو، اب ان احادیث پر بھی ایک نظر ڈالنا چاہئے جس میں مختلف عہدوں کی وجہ سے ہدایا قبول کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

۷۷۔حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔حضور اقدس ﷺ نے ابن اللتبیہ نامی ایک شخص کو ''عامل صدقہ'' مقرر فرما کر بھیجا۔جب وہ واپس آئے تو کہا کہ یہ مال تو تم لوگوں (بیت المال) کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے،حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

مابال العامل نبعثه فيأتي فيقول: هذا لك : وهذالي، فهلا جلس في بيت أبيه وأمه فينظر أيهدى له أم لا؟ والذى نفسى بيده لا ياتى بشىء الا جاء به يوم القيامة يحمله على رقبة. ان كان بعيرا له رغاء او بقرة لها خوار او شاة يتبعر. ثم رفع يديه حتى رأينا عفرتي ابطيه الإ هلا بلغت؟ ثلاثا (۱۲۷)

کیا ہو گیا ہے ان عمال کو جن کو ہم کسی خدمت پر مقرر کرتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیئے میں ملا ہے،تو اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھ کر کیوں نہیں دیکھ لیتا کہ اسے ہدیہ پیش کیا جاتا ہے یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، جو بھی شخص اس طرح کا مال لے گا قیامت کے دن اپنی گردن پر اسے اٹھا کر لائے گا۔اونٹ ہو ،گائے ہو یا بکری لیکن سن لو! وہ سب اپنی اپنی آواز لگاتے ہوئے آئیں گے۔پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا سن لو؟ کیا میں نے اپنی بات نہیں پہنچادی؟

۷۸۔حضرت عدی بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

يا ايها الناس من عمل لنا عملا فكتمنا مخيطا فهو ياتى به يوم القيامة فقام رجل من الانصار كأنى اراه فقال : يارسول الله اقبل عنى عملك. قال: ومالك؟ قال سمعتك تقول الذى قلت،قال: وانا اقوله الآن، من استعملناه على عمل فليجئنى بقليله وكثيره فما اوتى منه اخذ ومانهى عنه انتهى (۱۲۸)

اے لوگو! جسے ہم نے عامل مقرر کیا اور اس نے ہم سے ایک سوئی بھی چھپائی تو وہ اسے لے کر قیامت کے دن حاضر ہوگا،تو ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول مجھے اس عہدے سے سبک دوش فرمادیجئے۔آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انھوں نے عرض کیا،آپ نے جو ابھی فرمایا وہ میں نے سنا ہے،آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو میں ابھی بھی کہتا ہوں، کہ میں نے جسے کسی کام پر عامل مقرر کیا تو اسے ہر چھوٹی بڑی چیز کو لانی چاہئے، جو انہیں دیا جائے وہ اسے لیں، اور جس سے انہیں روکا

جائے، وہ اس سے رک جائیں۔

۷۹۔عن جریر رضی الله عنه أن رجلا کا یهدی الی عمر بن الخطاب رضی الله عنه کل سنة فخذ جزور قال فجاء یخاصم الی عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال: یا امیر المومنین اقض بیننا قضاء فصلا کما تفصل الفخذ من الجزور، قال: فکتب عمر بن الخطاب رضی الله عنه الی عماله: لاتقبلوا الهدیة فانها رشوة (۱۲۹)

حضرت جریر سے روایت ہے کہ ایک شخص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ہر سال اونٹ کی ران ہدیہ پیش کرتا تھا، ایک دن وہ جھگڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے امیر المومنین آپ ہمارے درمیان بالکل دوٹوک فیصلہ کر دیجئے، جس طرح اونٹ سے اس کی ران کو الگ کر دیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں میں یہ حکم جاری کر دیا کہ کوئی بھی ہدیہ قبول نہ کرے، کیوں کہ وہ رشوت ہے۔

۸۰۔حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے یمن روانہ کرتے ہوئے فرمایا:

لاتصیبن شیئا بغیر اذنی فانه غلول (۱۳۰)

تم میری اجازت کے بغیر کوئی بھی چیز ہرگز مت لینا کہ وہ مال حرام، خیانت ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں معروف محدث اور شارح حدیث علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

والظاهر أن الهدایا التی تهدی للقضاة ونحوهم هی نوع من الرشوة لأن المهدی اذالم یکن معتادا للاهداء للقاضی قبل ولایته لایهدی الیه الا لغرض، وهو اما التقوی به علی باطله، او التوصل بهدیته له الی حقه والکل حرام (۱۳۱)

قاضی اور اس طرح کے لوگوں کو دیا جانے والا ہدیہ رشوت کی ہی ایک قسم ہے، کیوں کہ ہدیہ دینے والا اگر قاضی کو عہدہ قضا قبول کرنے سے پہلے ہدیہ نہیں دیا کرتا تھا، تو اب وہ اپنے کسی مفاد کے بغیر ہدیہ نہیں دے رہا ہے، یا تو وہ اس ہدیئے کے ذریعے ناحق اور باطل کو مضبوط کرنا چاہ رہا ہوگا، یا پھر اپنے جائز حق کی وصولی اس کا مقصد ہوگا اور یہ تمام

چیزیں حرام ہیں۔

اور معروف حنفی فقیہ علامہ سمرقندی لکھتے ہیں:

ولاینبغی للقاضی ان یقبل الھدیۃ الامن ذی رحم محرم منہ او من صدیق قدیم قد کان بینھما التھادی قبل زمان القضاء (۱۳۲)

قاضی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کسی کا ہدیہ قبول کرے سوائے یہ کہ ہدیہ دینے والا قاضی کا رشتہ دار ہو، یا یہ کہ ایسا قدیم دوست ہو جو اسے عہدہ قضا قبول کرنے سے پہلے بھی ہدیہ دیتا آرہا ہو۔

ماضی قریب کے ممتاز فقیہ اور عظیم المرتبت قاضی حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب اسلامی عدالت میں اس بحث کے تمام گوشوں پر گفت گو کرنے کے بعد لکھا ہے کہ قاضی اور ہر وہ شخص جو خدمات عامہ میں سے کسی خدمت پر مامور ہو، اس کے لئے ہدیہ قبول کرنا درست نہیں، ہاں اگر ہدیہ اپنے قریبی رشتہ دار کا ہو، یا ایسے دوست احباب کا جو قضا کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی اسے ہدیہ دیتے رہے ہوں، تو قبول کرنا جائز ہوگا۔ بہ شرطے کہ ان لوگوں کا کوئی مقدمہ زیر سماعت نہ ہو، اور یہ ہدیہ بھی اپنی قیمت کے اعتبار سے سابق عادت کے مطابق دیئے جانے والے ہدیئے سے نمایاں حد تک زیادہ قیمتی نہ ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اگر اس امر کا ذرا بھی شائبہ ہو کہ ہدیہ دینے کا مقصد اس کے منصب قضا سے کوئی فائدہ اٹھانا ہے، یا اس طرح تہمت پیدا ہونے کی بنیاد موجود ہو تو قاضی کو ایسا ہدیہ ہرگز قبول نہیں کرنا چاہئے۔ (۱۳۳) اسی لئے سیدنا عمر بن عبدالعزیز کا یہ مشہور قول ہے جسے ائمہ حدیث نے ذکر کیا ہے:

کانت الھدیۃ فی زمن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ھدیۃ والیوم رشوۃ (۱۳۴)

۸۱۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ مال حرام ہدیہ کا نام دے کر حلال کرلیا جائے گا اور قتل ناحق ''ذریعہ عبرت'' کا نام دے کر جائز کرلیا جائے گا، بے قصور لوگ اس بہانہ قتل کئے جائیں گے کہ عوام اس سے عبرت حاصل کریں گے۔ (۱۳۵)

رشوت، احکام ومسائل

رشوت لغت اور اصطلاح شرع میں

رشوت لغت میں مطلقاً عطیہ دینے کو کہتے ہیں، علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

الرِشوۃ و الرُشوۃ و الرَشوۃ معروفۃ الجعل (۱۳۶)

اصطلاح شرع میں رشوت سے مراد ایسا مال ہے جو بلا عوض لیا جائے اور اس کا لینا لوگوں کی نگاہ میں معیوب سمجھا جاتا ہو۔

علامہ ابن حجر نے رشوت کی یہی تعریف ذکر کی ہے:

وھی مایوخذ بغیر عوض ویعاب آخذہ (۱۳۷)

علامہ ابن العربی مالکی اور اس طرح دوسرے علماء نے رشوت کی تعریف اس طرح کی ہے جس مال کے ذریعے کسی با اثر شخصیت سے کوئی ناجائز چیز حاصل کی جائے تو وہ رشوت ہے، (۱۳۸) خود ''الرشوۃ'' کے مصنف الامین حاج محمد احمد نے بھی رشوت کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

فالرشوۃ اصطلاحا ھی کل مایدفعہ المرأ لیتوصل بہ الی مالایحل لہ (۱۳۹)

مگر یہ تعریف رشوت کی تمام قسموں کو جامع نہیں ہے، کیوں کہ اس میں رشوت صرف اسی مال کو کہا گیا ہے جو ناحق کو حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا جائے، جب کہ رشوت کا وجود اس صورت میں بھی ہوسکتا ہے، جب کہ مقصد جائز ہو، مثلاً اپنے حق کے حصول کے لئے کچھ خرچ کیا جائے، اگر چہ فقہی اعتبار سے مال ادا کرنے والے کے لئے یہ رشوت کہ حکم میں نہیں، مگر جسے وہ مال دیا جارہا ہے اس کے لئے تو وہ بہ ہر صورت رشوت ہی ہے، رشوت کی سب سے اچھی اور واضح تعریف علامہ جرجانی نے اپنی کتاب ''التعریفات'' میں ذکر کی ہے:

مایعطی لابطال حق او لاحقاق باطل (۱۴۰)

ناحق کو حق بنانے یا حق کو ناحق بنانے کے لئے جو مال دیا جائے وہ رشوت کہلاتا ہے۔

بعینہ اسی تعبیر کے ساتھ بعض دوسرے علماء نے بھی رشوت کی تعریف ذکر کی ہے۔ (۱۴۱)

علامہ فیومی نے المصباح المنیر میں رشوت کی تعریف یوں کی ہے:

مایعطیہ الشخص الحاکم أوغیرہ لحکم لہ او یحملہ علی مایرید (۱۴۲)

وہ مال جو حاکم یا غیر حاکم کو اس واسطے دیا جائے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کرے، یا وہ مال دینے والا حاکم کو اپنی مرضی کی طرف مائل کرے۔

اردو زبان میں رشوت کی تفصیلی وضاحت کے لئے مولانا مفتی شفیع عثمانیؒ کی یہ عبارت بہت بے غبار اور واضح ہے:

رشوت کی تعریف شرعی یہ ہے کہ جس کا معاوضہ لینا شرعاً درست نہ ہو اس کا معاوضہ لیا

جائے، مثلاً جو کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہے اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمے لازم ہو اس پر کسی فریق سے معاوضہ لینا جیسے حکومت کے افسر اور کلرک سرکاری ملازمت کی رو سے اپنے فرائض ادا کرنے کے ذمے دار ہیں، وہ صاحب معاملہ سے کچھ لیں تو یہ رشوت ہے، یا لڑکی کے ماں باپ اس کی شادی کرنے کے ذمے دار ہیں کسی سے اس کا معاوضہ نہیں لے سکتے، وہ جس کو رشتہ دیں اس سے کچھ معاوضہ لیں تو وہ رشوت ہے۔ (۱۴۳)

رشوت اور اس کے اسباب

رشوت کا مرض آج ہماری زندگی کے مختلف شعبوں میں اس طرح پھیل گیا ہے کہ اس کی شناعت کا احساس بھی دل سے نکل گیا ہے۔ آیئے ذرا ایک نظر ہم ان اسباب پر ڈالیں جن کی وجہ سے یہ نظر نہ آنے والا مرض ہمارے اندر زور پکڑتا جا رہا ہے، اور ہمیں اس کے علاج کی فکر بھی نہیں، جب کہ اس سلسلہ میں ہمیں اپنی ظاہری اور جسمانی بیماری کے مقابلے زیادہ چوکنا رہنا چاہیے۔

۱۔ رشوت کے خطرات سے ناواقفیت: آج ہمارے معاشرے میں رشوت کے پھیلاؤ کا سب سے اہم سبب رشوت سے متعلق اسلام نے جو سختی برتی ہے، ان سے ناواقفیت ہے، آج اکثر لوگ اس کی شناعت وقباحت سے پوری طرح واقف نہیں، اور اسے بہت ہی معمولی عمل سمجھ کر اس میں مبتلا ہیں، مگر اس بارے میں لوگوں کی ناواقفیت کو کوئی عذر قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لئے لوگ برابر اپنے اس عمل پر اللہ کی جانب سے پکڑ کے مستحق بنتے جا رہے ہیں، ہاں اگر کوئی نومسلم ہو تو اس کے لئے یہ عذر ہوسکتا ہے، وہ بھی ایک مختصر مدت تک کے لئے، نہ کہ تاحیات، اس سلسلے میں اس کے جہل وناواقفیت کو عذر سمجھا جائے گا۔

۲۔ ایمان کی کمزوری اور دینی حمیت کا فقدان: رشوت کے پھیلنے کا دوسرا اہم سبب امت مسلمہ کا مجموعی طور پر ایمانی کمزوری میں مبتلا ہونا ہے، اور یہ احساس مردہ ہوگیا کہ قیامت میں یہ سوال بھی کیا جانے والا ہے کہ تم نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، آج ہمارے اندر وہ ایمانی قوت موجود نہیں، جو اسلام ہم سے چاہتا ہے، اور جو خیر القرون کے زمانہ میں موجود تھی، یہی وجہ ہے کہ آج کے زمانے میں رائج سودی اور رشوتی نظام کے سامنے آج ہمیں خوش دلی یا جبراً سرخمیدہ ہونا پڑتا ہے۔

۳۔ اپنے معاملات کے فیصلے میں جلد بازی کی بے جا خواہش: آج معاشرے میں رشوت کا ایک عام سبب اپنے کاموں کو جلد سے جلد انجام دے دینے کی بے جا خواہش بھی ہے، آج ہمارا ایک جائز کام جو دیر طلب ہوتا ہے، ہم رشوت کے سہارے اسے جلد سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں،

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہ قول خدا اور رسول کی لعنت کے مستحق بنتے ہیں، جب کہ جلد بازی شیطان والا عمل ہے. نبی علیہ السلام نے فرمایا:

۸۲۔العجلة من الشیطان (۱۴۴)

۴۔صبر وقناعت کی کمی: رشوت کے پھیلنے کا ایک سبب معاشی بدحالی بھی ہے، زمانے نے ترقی کی جو منزلیں طے کی ہیں اس کی وجہ سے آج کے زمانے میں ہر شخص ترقی کے ساتھ جینا چاہتا ہے، جس کے لئے اگر جائز طور پر اس کی معیشت ساتھ نہ دے تو وہ اس کے لئے ناجائز اور حرام طریقے پر اپنا معیار زندگی بڑھاتا ہے، سود اور رشوت جیسے محرمات کے دروازوں میں داخل ہوتا ہے، جب کہ اسلام کا ایک اہم حکم رزق حلال پر قناعت کا ہے، اگر وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

جیسا کہ نبی علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ جو بھی آپ نے دیا ہے اس پر قناعت کرنے والا بنا اور اپنے حلال مال کے ذریعے حرام سے حفاظت فرما:

رب قنعنی بما رزقتنی (۱۴۵)

اللهم اكفنی بحلالك عن حرامك وأغننی بفضلك عمن سواك (۱۴۶)

۵۔حکومت کی سرد مہری: ہماری سوسائٹی میں رشوت کا ایک سبب حکومت بھی ہے، آج ہماری حکومتیں اگرچہ رشوت کو زبانی دعویٰ کی حد تک تو جرم قرار دیتی ہیں، مگر اندر سے حکومت کے رگ وریشے میں رشوت کا کاروبار عروج پر ہے، اگر انتظامیہ سخت اور چوکس ہو اور اس سلسلے میں سرد مہری کا رویہ نہ اختیار کرے تو کم از کم حکومتی شعبوں میں تو اس لعنت سے لوگوں کو نجات ملے گی۔

فرد اور معاشرے پر رشوت کے مہلک اثرات

معاشرے میں رشوت کے اشاعت پذیر ہونے سے جہاں مجموعی طور پر پورا سماج ظلم وجور اور فساد کی آماج گاہ بن جاتا ہے، اور سماج میں کینہ، حسد، چوری جیسی اخلاقی برائیاں ظہور پذیر ہی نہیں بل کہ پروان چڑھتی ہیں، وہیں اس کا خصوصی اثر رشوت دینے والے، لینے والے اور اس کے درمیان کی کاروائی انجام دینے والوں پر ہوتا ہے، اور چوں کہ رشوت مال حرام ہے، اس لئے حرام مال سے متعلق جتنے احکام اور جتنی وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان تمام کے اثرات یہاں ظاہر ہوتے ہیں۔

رشوت جتنی لذیذ غذا ہے اس کے لئے اتنی ہی شدید سزا ہے۔ رشوت خور پیسے لے کر صرف اپنا ضمیر وایمان ہی نہیں بیچتا، اپنے بھائی کا گوشت کاٹ کر کھاتا ہے، جس کی اسے کچھ سزا اسی دنیا میں دے دی جاتی

ہے اور کچھ آخرت پر مؤخر کردی جاتی ہے، رشوت کا وبال مندرجہ ذیل صورتوں میں آتا ہے:

رشوت لینے والے پر اللہ جل شانہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی لعنت برستی رہتی ہے۔ ابن ماجہ کی روایت ہے:

۸۳۔ لعنة الله على الراشي والمرتشي (۱۴۷)

رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔

رشوت کی نحوست ساری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اسے بزدل بنا کر اس پر غیروں کی ہیبت بٹھادی جاتی ہے امام احمد رحمہ اللہ کی روایت ہے:

۸۴۔ مامن قوم يظهر فيهم الربا الا أخذوا بالسنة، ومامن قوم تظهر فيهم الرشا الا أخذوا بالرعب (۱۴۸)

جس قوم میں سود پھیل جائے وہ قحط اور گرانی کی مصیبت میں ڈال دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوتیں پھیل جائیں اس پر رعب ڈالا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۸۵۔ من أكل لقمة من حرام لم يقبل منه صلاة أربعين ليلة (۱۴۹)

جو حرام کا ایک لقمہ کھائے گا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہ ہوگی۔

ایک اور موقع پر رسول خدا ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

۸۶۔ من اشترى ثوبا بعشرة دراهم وفيه درهم حرام لم يقبل الله تعالىٰ له صلاة مادام عليه (۱۵۰)

جو شخص دس درہم میں کوئی کپڑا خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائیں گے جب تک کہ وہ کپڑا اس کے اوپر رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۸۷۔ ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك (۱۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۸۸۔ من اكتسب مالا من مأثم فوصل به رحمه أو تصديق به أو أنفقه فى سبيل الله جمع ذلك كله جميعا فقذف به فى جهنم (۱۵۲)

جو شخص مال گناہ سے کماتا ہے پھر وہ اس سے عزیزوں کی امداد یا صدقہ کرتا ہے یا خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے، یہ سب قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور اس کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۸۹۔ الرشوۃ فی الحکم کفر وھی بین الناس سحت (۱۵۳)

فیصلہ کرنے میں رشوت لینا کفر کے قریب ہے اور لوگوں کے درمیان خالص حرام۔

رشوت راشی مرتشی اور جنت کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۹۰۔ لعن من أخذ رشوۃ فی الحکم، کانت مسترًا بینه وبین الجنة (۱۵۴)

مقدمہ میں رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے یہ رشوت اس میں اور جنت میں حجاب بن جائے گی۔

امام بیہقی اور دیگر محدثین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

۹۱۔ لایدخل الجنة جسد غذی بالحرام (۱۵۵)

جنت میں وہ جسم نہ جائے گا جس نے حرام غذا سے پرورش پائی۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

۹۲۔ الراشی والمرتشی فی النار (۱۵۶)

رشوت لینے اور دینے والا دوزخ کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

قرآن پاک نے بھی آمدنی کے غیر مشروع طریقوں، خیانت اور بددیانتی کی تمام صورتوں کے لئے دوزخ کے عذاب کا اعلان کر رکھا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَاراً وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (۱۵۷)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ...... اور جو کوئی سرکشی اور ظلم کے طور پر ایسا کرے گا تو ہم عن قریب اس کو آگ میں ڈالیں گے۔

غرض کہ راشی اور مرتشی چند روپوں کے عوض اپنی طاعت وعبادت اور دنیا وآخرت سب کچھ

بیچ کر جہنم کا عذاب خریدتا ہے۔

رشوت خور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت

قرآن کریم میں مندرجہ ذیل صفات کے مالکوں پر لعنت کا ذکر آیا ہے:

۱۔ کافر:

اُولٰئِكَ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ (۱۵۸)

۲۔ مسلمانوں کو ناحق قتل کرنے والا:

وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَلَعَنَهٗ (۱۵۹)

۳۔ حد سے گزرنے والا:

لُعِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ (۱۶۰)

۴۔ ظلم کرنے والا، یوم آخرت پر ایمان ویقین نہ رکھنے والا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے ہٹانے والا:

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ (۱۶۱)

۵۔ خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر نہ کرنے والا اور سنت رسول ﷺ سے اعراض کرنے والا:

وَاُتۡبِعُوۡا فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا لَعۡنَةً (۱۶۲)

۶۔ خدا سے بدعہدی کرنے والا اور فتنہ وفساد برپا کرنے والا:

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ (۱۶۳)

۷۔ شیطان:

وَّاِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ (۱۶۴)

۸۔ تہمت لگانے والا:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ (۱۶۵)

۹۔ مغرور:

وَاَتۡبَعۡنٰهُمۡ فِىۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا لَعۡنَةً (۱۶۶)

۱۰۔ کافر، منافق، بدنیت شہوت پرست، اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والا اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے والا:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (۱۶۷)

مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا (۱۶۸)

إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (۱۶۹)

۱۱۔مشرک اور اختیار واقتدار کے نشہ میں عدل وانصاف نہ کرنے والا:

أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ (۱۷۰)

۱۲۔خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر نہ کرنے والا۔اور سنت رسول ﷺ سے اعراض کرنے والا:

وَأُتْبِعُوا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً (۱۷۱)

رشوت لینے دینے والے اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے سب ان ہی زمروں میں آتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا:

۹۳۔لعنة اللّٰہ علی الراشی والمرتشی (۱۷۲)

رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔

رشوت کا لین دین عام طور پر زرنقد میں ہوتا ہے،بعض خوش فہم نقد نہیں لیتے ،کھانے پینے یا استعمال کی چیزیں لے لیتے ہیں،انہیں بھی لعنتوں کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جوعشرہ مبشرہ میں سے ہیں، سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

۹۴۔لعن اللہ الآکل والطعم الرشوۃ (۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

رسول مقبول ﷺ نے بھی ان کے حق میں یہی بددعا فرمائی جس کے راوی حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ حضرت ابوسلمہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم ہیں:

۹۵۔لعن رسول اللہ ﷺ الراشی والمرتشی والذی یعمل بینھما (۱۷۴)

نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر، رشوت لینے والے پر،اور اس پر جو ان دونوں کے درمیان واسطہ بن کر کام کرے۔

رشوت کا لین دین زیادہ تر مقدمات کے سلسلے میں ہوتا ہے،اس لئے بعض احادیث میں خصوصیت کے ساتھ مقدمات کا ذکر آیا ہے،حضرت ابوہریرہ ،حضرت عبداللہ بن عمر،حضرت عائشہ،حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم راوی ہیں کہ ایک موقع پر حضور ﷺ نے یوں بددعا فرمائی:

۹۶۔لعن الله الراشی والمرتشی فی الحکم (۱۷۵)

مقدمہ کے سلسلہ میں رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائیں۔

امام حاکم نے مستدرک میں بخاری اور مسلم کی شرط پر جو صحیح احادیث جمع کی ہیں ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک یہ حدیث نقل کی ہے:

۹۷۔ لعن رسول الله ﷺ الراشی والمرتشی فی الحکم، والرائش یعنی الذی یسعی بینهما

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے مقدمات میں رشوت دینے والے پر لینے والے پر، اس کے دلال پر، یعنی اس پر جو درمیان میں کوشش کرتا رہا۔(۱۷۶)

لعنت کے اثرات

جیسے موروثی بیماریاں ہوتی ہیں کہ نسلاً بعد نسل چلتی ہیں اسی طرح جو جتنی زیادہ حرام کی آمدنی کھاتا ہے اتنی ہی وسعت سے حرام کے اثرات اس کی نسل میں منتقل ہوتے رہتے ہیں، لعنت کے اثرات جو شکل وصورت اختیار کرتے ہیں وہ بھی بڑے بھیانک خوفناک اور ہمہ گیر ہوتے ہیں مثلاً:

۱۔ کبھی زر ومال کی فراوانی دے کر قارون کی طرح آزمائش میں مبتلا کر دیا جاتا ہے

۲۔ کبھی مال کے ساتھ جاہ دے کر فرعون کی طرح فتنوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے

۳۔ کبھی اولاد کی کثرت میں مبتلا کر کے تنگ دستی اور فاقہ دے دیا جاتا ہے

۴۔ کبھی دل پر قفل لگا کر نیک کاموں کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے

۵۔ کبھی ذہنی سکون اور قلبی اطمینان چھین لیا جاتا ہے

۶۔ کبھی دوسروں کا محتاج بنا دیا جاتا ہے

۷۔ کبھی عیش وعشرت کا سامان مہیا کر کے گناہوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے

۸۔ کبھی گرانی قحط سالی اور بے برکتی کے عذاب میں گرفتار کر لیا جاتا ہے

۹۔ کبھی لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات پیدا کر دیئے جاتے ہیں

۱۰۔ کبھی قرآن وحدیث کے متعلق دل میں تشکک وتذبذب پیدا کر دیا جاتا ہے

۱۱۔ کبھی صبر وقناعت سے محروم کر کے حرص وہوس کے جال میں پھنسا دیا جاتا ہے

۱۲۔ کبھی ذہن اور دماغ پر سہو ونسیان کا غلبہ طاری کر دیا جاتا ہے

۱۳۔ کبھی ظالم حکام مسلط کر کے، ظلم حکام کا شکار بنا دیا جاتا ہے

۱۴۔ کبھی دل ودماغ میں فضول اور بے جا وسوسے اور اندیشے پیدا کر دیئے جاتے ہیں

۱۵۔ کبھی جسمانی یا روحانی بیماری یا مقدمہ بازی میں پھنسا دیا جاتا ہے

۱۶۔ کبھی اتفاقی حادثات اور ناگہانی آفات کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے

۱۷۔ کبھی رزق حلال کے دروازے بند کر کے غیر شرعی وناجائز اور حرام کاروبار میں لگا دیا جاتا ہے

۱۸۔ کبھی حلال پر حرام کو ترجیح دینے کا عادی بنا دیا جاتا ہے

۱۹۔ کبھی خدا اور رسول کی محبت وعظمت کے بہ جائے غیر اللہ کی محبت وعقیدت میں پھنسا دیا جاتا ہے

۲۰۔ کبھی اسے مکر وفن میں اور منافقت اور سیاست کے میدان کا کھلاڑی بنا دیا جاتا ہے

۲۱۔ کبھی خدا اور رسول کے بہ جائے غیر اللہ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لئے راعی اور رعایا کے درمیان واسطہ بنا دیا جاتا ہے

۲۲۔ کبھی مسند اختیار واقتدار پر بٹھا کر حق وانصاف کی قوت سلب کر لی جاتی ہے

رشوت کا مال اور عصمت فروشی کی اجرت دونوں برابر ہے

رشوت کی آمدنی حرام ہونے کے علاوہ کتنی نجس وناپاک ہے اس کا اندازہ اس ارشاد نبوی سے لگایا جا سکتا ہے:

۹۸۔ بابان من السحت یأکلها الناس الرشا ومهر الزانية (۱۷۷)

سحت حرام آمدنی کے دو شعبے ہیں جن سے لوگ کھاتے ہیں، رشوتیں اور عصمت فروشی کی اجرتیں۔

گویا رشوت کی آمدنی اور زنا کی آمدنی قدر وقیمت میں برابر ہیں، بہ الفاظ دیگر عدلیہ اور انتظامیہ کی کرسی پر بیٹھنے ولا ہر رشوت خور حاکم یا افسر یا ملازم اپنے انتہائی اعزاز، اور احترام کے باوجود اپنی ناجائز کمائی کی بنا پر فاحشہ بدکار اور عصمت فروش عورت کے برابر ہے۔ موجودہ معاشرے نے بھی دونوں کو ایک ہی سطح پر بر قرار رکھا ہے کہ جس وقت چاہو اور ان میں سے جس سے چاہو معقول معاوضہ دے کر فائدہ اٹھا لو۔ (۱۷۸)

رشوت اور اجرت کا مغالطہ

رشوت خور حضرات رشوت کو حق الخدمت شمار کرتے ہیں کہ ہم اپنے کام کی اجرت یا معاوضہ لیتے ہیں، حال آں کہ فرض منصبی یا واجب کام کرنے پر ملازم صرف اپنی حکومت سے تن خواہ پانے کا حق دار

ہوتا ہے، اسے دوسروں سے اس کا معاوضہ لینے کا شرعاً قانوناً اور اخلاقاً ہرگز حق نہیں پہنچتا، اگر وہ اپنی ملازمت کے دوران میں امانت کے بہ جائے خیانت سے کام لیتا ہے، ناحق ناواجب یا ناجائز کام کرتا ہے تو اس کا معاوضہ رشوت کی تعریف میں آتا ہے حق الخدمت کی تعریف میں نہیں آتا، کیوں کہ ناحق پر اجرت لینا حرام ہے اور رشوت تو بہ ذات خود حرام ہے، اور حق کا ادا کرنا چوں کہ فرائض منصبی میں داخل ہوتا ہے جس کی وہ باقاعدہ اپنے محکمے سے اجرت بہ صورت تن خواہ وصول کرتا ہے اس لئے اس کے علاوہ جو کچھ لیتا ہے وہ سب رشوت میں داخل ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی کام ناحق نہ ہو، فرض منصبی میں داخل ہو اور اس کے لئے اسے کچھ کوشش یا بھاگ دوڑ میں یا کوئی دیگر عمل کرنا پڑے تو اس کا معاوضہ لینا جائز ہوگا، وہ اجرت ہوگی، رشوت نہ ہوگی، کیوں کہ اس کام کی اسے تن خواہ نہیں ملتی، کام کی نوعیت کے مطابق اس کی جو کم وبیش اجرت طے کر لی جائے وہ درست ہوتی ہے۔

رشوت اور عطیہ

اعلیٰ حکام کو تحفہ اور ہدیہ دینے کا دستور قدیم سے چلا آرہا ہے، دور حاضر نے اس دستور میں عطیئے (DONATION) کا اضافہ کیا ہے، عطیہ اگر ازراہ اخلاص ہے تو جائز اور حلال، اور اگر بربنائے اغراض ومصالح ہے تو ناجائز وحرام ہے۔

مخلصانہ عطیئے کی صورت یہ ہے کہ وہ بلاتحریک ایسے دینی، رفاہی، فلاحی یا سماجی ادارے کی حوصلہ افزائی کے لئے، یا اعتراف خدمات کے لئے خاموشی سے دیا جائے، اور اگر اس سے دوسروں کو ترغیب دلانا ہو تو اس نیت سے اس کے اعلان کر دینے میں بھی کوئی امر مانع نہیں اور اجر وثواب میں اس کا درجہ بہت بڑا ہے۔

عطیئے کی خودغرضانہ صورت یہ ہے کہ بلاتحریک تو کسی کو ازخود ایک پائی نہ دی جائے، لیکن اگر کوئی صاحب اقتدار واختیار کسی ادارے کے لئے چندے کی تحریک کرے تو اس کی خوش نودی حاصل کرنے کے لئے معقول عطیہ پیش کیا جائے، تاکہ کسی دوسرے وقت میں اس سے مفاد حاصل کیا جا سکے۔ ایسے عطیات کے لئے مثلاً بڑے بڑے صنعت کار، سرمایہ دار، بینک اور کمپنیاں اپنے پاس ایک مخصوص فنڈ رکھیں جس سے بہ وقت ضرورت حکام کو عطیات دیئے جائیں اور ان عطیات کی بنا پر ان عطیات کی مالیت سے کئی گناہ زیادہ ان اعلیٰ افسران سے مختلف صورتوں میں مفاد اٹھایا جائے۔ بلاشبہ ایسے عطیات جو اغراض ومفادات کے تحت دیئے جاتے ہیں وہ رشوت کی تعریف میں آتے ہیں، وہ عنداللہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے بل کہ الٹا موجب عذاب ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من لم یبل من أین کسب المال، لم یبل اللہ من أین أدخلہ النار (۱۷۹)

جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے کماتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ اسے کہاں سے دوزخ میں ڈالیں۔

گویا حلال کا اہتمام نہ کرنا، اور حرام سے بے پروائی برتنا اور صرف کسب زر کو پیش نظر رکھنا دوزخ کا ذریعہ ہے۔

رشوت اور سفارش

جائز وناجائز، حلال وحرام اور گناہ وثواب کا امتیاز اٹھ جانے کی وجہ سے سفارش کرنا اور کرانا، ایک فیشن رسم اور رواج کی صورت اختیار کر گیا ہے، حال آں کہ سفارش صرف حق کے لئے جائز ہے، ورنہ ناجائز حرام اور گناہ ہے اسی لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا،وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا (۱۸۰)

جو کوئی نیک بات کی سفارش کرے گا اس کو اس میں سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بری بات کی سفارش کرے، اس پر بھی اس میں سے بوجھ پڑے گا۔

یعنی اگر وہ کسی نیک اور اچھی بات کے لئے مشروع طریق پر سفارش کرے گا تو اس کو اس عمل خیر کا ثواب ملے گا، جیسے کسی دولت مند سے کسی محتاج کی سفارش کر کے کچھ دلا دینا، تو اس طرح دلانے والا بھی خیرات کے ثواب میں داخل ہو جائے گا لیکن اگر کسی بدمعاش، چور، رہزن اور فریب کار کی سفارش کر کے اسے چھڑا لیا جائے اور وہ پھر ویسے جرائم شروع کر دے تو جب تک ان جرائم کا سلسلہ جاری رہے گا سفارش کرنے والا اس وقت تک اس گناہ میں شریک رہے گا۔

سفارش کو مؤثر بنانے کے لئے ہدیہ وغیرہ پیش نہ کرے، کیوں کہ یہ رشوت میں شمار ہوگا، حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من شفع لأحد شفاعة فأهدى له هدية عليه فقبلها فقد أتى بابا عظيما من أبواب الربا (۱۸۱)

جس نے کوئی سفارش کی اور اس پر اسے کوئی ہدیہ دیا اور اس نے قبول کر لیا تو سود کے شعبے

میں سے بڑے شعبے کا مرتکب ہوا۔

حضرت عائشہ کے متبنّٰی نے کسی کی سفارش کی، اس نے ان کو ایک باندی پیش کی تو آپ غصے ہوئے اور واپس کر دی، اور کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے دل میں یہ بات ہے تو میں تمہاری حاجت کے متعلق کوئی بات نہیں کہتا اور جو تمہاری حاجت رہ گئی ہے اس کی بابت اب میں کچھ نہ کہوں گا۔

رشوت اور ڈاکٹر

فرض عبادات کے بعد افضل ترین عبادت خدمت خلق ہے ماں کی ممتا مشہور ہے مگر حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق اس سے بھی زیادہ پیاری ہے بہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: وہ اپنی مخلوق پر ماں سے زیادہ مہربان ہے۔

اس لئے وہ اسے محبوب ومقبول رکھتا ہے جو اس کی مخلوق سے پیار رکھے اور اس کی خدمت کو فرض سمجھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

المسلم اخو المسلم لایظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة من کرب فرج الله عنه کربة من کرب یوم القیامة ومن ستر مسلما ستره الله یوم القیامة (۱۸۲)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اسے رسوا کرے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں مصروف رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ جو کسی مسلمان کی مصیبت دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ مصائبِ قیامت میں اس کی مصیبت دور کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا عیب چھپائے گا۔

پہلے زمانے میں حکما یا ڈاکٹر دولتِ بصیرت وفراست سے مالا مال ہوتے تھے اور وہ محض مریض کی آواز سنتے شکل دیکھتے یا نبض پر ہاتھ رکھتے ہی مرض کی پوری پوری اور صحیح تشخیص کر لیتے تھے کہ مریض فلاں مرض میں مبتلا ہے۔ ان کا بے غرضانہ، ہمدردانہ اور مشفقانہ رویہ ہی مریض کے روبہ صحت ہونے میں بہت بڑا معاون ثابت ہوتا تھا۔ مگر اب خدمت اور ہمدردی کا زمانہ نہیں رہا اجرت اور خود غرضی کا دور آ گیا اور ڈاکٹری جلب منفعت اور کسب زر کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، جس کی وجہ سے ان کے دلوں سے مروت، ہمدردی، رحم دلی کا جذبہ اٹھ گیا ہے انسان خواہ کتنی ہی تکلیف میں مبتلا کیوں نہ ہو تڑپ رہا ہو، ایڑیاں رگڑ رہا ہو، دم توڑ رہا ہو ان کی بلا سے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

ڈاکٹروں کو مریضوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے سنہری روپیوں کے مقناطیس کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ:

۱۔ اکثر ڈاکٹر مریض کو جتنی توجہ سے گھر پر دیکھتے ہیں کلینک میں اتنی توجہ سے نہیں دیکھتے کیوں کہ گھر پر مریض کو دیکھنے کی فیس ملتی ہے جو کلینک میں نہیں ملتی۔

۲۔ ہسپتالوں میں جتنی توجہ سے پرائیوٹ مریضوں کو دیکھا جاتا ہے اتنی توجہ سے عام مریضوں کو نہیں دیکھا جاتا ہے کیوں کہ ان سے کچھ وصول نہیں ہوتا۔

۳۔ جنرل وارڈوں میں داخلہ بآسانی نہیں ملتا لیکن اگر متعلقہ ڈاکٹر سے گھر پر پرائیوٹ مریض کی حیثیت سے مل لیا جائے اور اس کی فیس ادا کر کے مریض کو ایک نظر دکھلا دیا جائے تو وارڈ میں جگہ بھی نہ ہو تک بھی اس کے لئے جگہ پیدا کردی جاتی ہے یہ فیس بہ منزلہ رشوت ہوتی ہے

۴۔ اگر مریض ہسپتال میں پرائیوٹ کمرہ لے لے۔ تو پھر ڈاکٹر کا جذبۂ ہمدردی عود کر آتا ہے وہ اس مریض پر پوری پوری توجہ مبذول کرتا ہے۔ دن میں ایک دو دفعہ صورت حال بھی معلوم کرنے ضرور آتا ہے، کیوں کہ اسے آپریشن فیس میں سے معقول حصہ ملنے کے علاوہ visit یعنی کمرے میں آکر دیکھنے کی فیس قانوناً الگ ملتی ہے۔ گویا قانون سازوں نے بھی ہسپتالوں کے قواعد بناتے وقت اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ یہ طبقہ خدمت خلق کی بہ جائے زرکشی کو مقصود زندگی سمجھتا ہے، اور یہ روپیہ خرچ کئے بغیر اس طبقے کی صحیح اور پوری توجہ حاصل کرنا قطعاً ممکن نہیں، جس کی وجہ سے بعض عین آپریشن کی میز پر مریض کا پیٹ چاک کرنے کے بعد کیس کے سنگین ہونے کا اعلان کر کے مزید فیس کا مطالبہ کرتے ہیں ورنہ مریض کو اسی حالت میں چھوڑ دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اور بعض اپنی ڈسپنسریوں میں عام پیٹنٹ ادویات استعمال کر کے دو آنے کی مالیت کی دوا سے پانچ روپے تک وصول کرتے ہیں۔ بعض اپنے مقررہ دکان داروں سے بہ ذریعہ رقعہ مریض یا اس کے تیمار دار کے ذریعے پیٹنٹ ادویات منگا کر، دکان داروں سے کمیشن وصول کرتے ہیں۔ بعض عیاش لوگوں کو شراب نوشی کے لئے جھوٹے سرٹیفکیٹ یا مارفیا وغیرہ کے ٹیکے فراہم کر کے وارے نیارے کرتے ہیں۔

۵۔ بعض مختلف محکموں یا عدالتوں میں پیش کرنے کے لئے دیدہ ودانستہ جھوٹے سرٹیفکیٹ جاری کر کے روپیہ کماتے ہیں

۶۔ بعض ضربات یا پوسٹ مارٹم کا معقول معاوضے کے عوض غلط نتیجہ دے دیتے ہیں یا خفیف ضربات کو شدید ضربات بنا دیتے ہیں۔

۷۔بعض عین عدالتوں میں حلفاً شہادت دیتے وقت اس فریق کو عمداً جائز فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جو ان سے پہلے ساز باز کر چکا ہوتا ہے۔

۸۔بعض اپنے ملک میں تعلیم پانے کے باوجود اپنے ملک وملت کی خدمت کرنے کے بہ جائے زیادہ کمانے کی غرض سے غیر ممالک چلے جاتے ہیں۔بعض کم آمدنی کے خوف سے دیہات میں جانے کی بہ جائے شہروں میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔غرض کہ اب اس طبقے کی اکثریت نے اپنے علم اور پیشے کو ہی رزاق بنالیا ہے۔اس سے ہر طرح کا ناجائز مفاد اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی۔خودغرضی اور زرکشی اس کی فطرت بن گئی ہے اس لئے یہ پیشہ پہلے جتنا معزز تھا اب اتنا ہی بدنام ہوگیا ہے اور ایسے خودغرض اور مفاد پرست ڈاکٹروں کو جلادوں اور قصابوں کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے سب سے زیادہ خوف یہ کہ تین باتیں تمہیں ہلاک نہ کرڈالیں۔

۱۔بخل، جس کی پیروی کی جائے۔

۲۔خودغرضی، جس کی پیروی کی جائے۔

۳۔خودپسندی، جسے خصلت بنالیا جائے۔

رشوت اور پروپیگنڈا

آج کل پبلسٹی بھی رشوت کا ایک ذریعہ بن گئی ہے جس سے زیادہ نمائش کے مواقع ہاتھ آتے ہیں۔ بعض اخبارات ذاتی مفاد کی خاطر ایسے افسروں کی تصاویر اور تذکروں کے ذریعے خوب پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں، جن سے واسطہ پڑنے کا امکان ہوتا ہے۔پروپیگنڈے کے دل دادہ افسران بھی ایسے اخبار والوں سے ترجیحی سلوک کرتے ہیں جو ان کی تسکین نفس کا سامان پیدا کرتے رہتے ہیں اگر افسران انہیں اہمیت نہ دیں تو پھر اخبارنویس اسٹاف رپورٹر افسران کے قابل تعریف کارناموں کا بھی ایسا بائیکاٹ کرتے ہیں کہ وہ سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں۔بہ ہر حال پبلسٹی کے ذریعہ جتنی وسعت سے ریا ونمائش ہوسکتی ہے۔اتنی اور کسی ذریعے سے ممکن نہیں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ پہلا شخص جس کا قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا وہ ریاکار ہوگا جس نے:

۱۔خدا کا کام کسی کے دکھلانے کے لئے

۲۔نیک عمل لوگوں کے دکھانے اور سنانے کے لئے کیا

۳۔کسی چیز کے ذریعے دنیا میں اپنی نمائش کی

۴۔ معاشرے کے پسندیدہ کاموں کے ذریعے مقبولیت حاصل کرنی چاہی (درآں حالے کہ وہ عند اللہ ناپسندیدہ ہوں جیسے فلم ایکٹر یا ریڈیو سنگر وغیرہ)

ان کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔

رشوت اور ہدیئے کا فرق

رشوت اور ہدیہ ظاہری شکل کے اعتبار سے ایک ہی نوعیت کے ہیں، مثلاً ان دونوں صورتوں میں ایک شخص دوسرے کو بغیر عوض لئے ہوئے کوئی چیز دیتا ہے مگر معنوی طور پر دونوں کے درمیان بہت فرق ہے ہدیہ اس مال کو کہتے ہیں جو دوسروں کو بہ طور اکرام وتعظیم دیا جائے، جب کہ رشوت وہ مال ہے جو دوسروں کو اس شرط کے ساتھ دیا جائے کہ وہ اس کا کوئی معاملہ حل کردے گا، ان دونوں کے درمیان حکم کے اعتبار سے بہت فرق ہے، چناں چہ ایک شریعت کی نگاہ میں محبوب عمل ہے تو دوسرا مبغوض، احادیث نبوی میں پہلے کا حکم بار بار دیا گیا ہے، تو دوسرے سے متعدد جگہ بچنے کی تاکید کی گئی ہے، اور اس کے لین دین پر خدا اور رسول کی لعنت کا تذکرہ کیا گیا ہے، علامہ ابن نجیم نے ہدیہ اور رشوت کے درمیان نہایت واضح الفاظ میں فرق بیان کیا ہے کہ رشوت وہ مال ہے، جو دوسرے کو اس شرط کے ساتھ دیا جائے کہ وہ اس کی مدد کرے گا، جب کہ ہدیے کے ساتھ کوئی شرط نہیں ہوتی: (۱۸۳)

رشوت کا حکم

مجموعی طور پر رشوت شریعت کی نگاہ میں حرام ہے، البتہ بعض صورتوں میں اس کی حرمت وشناعت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ حسب ذیل صورتوں میں رشوت کا دینا اور لینا بالاتفاق حرام ہے:

۱۔ حاکم اور قاضی سے ناحق فیصلہ حاصل کرنے کے لئے مال کا لینا دینا۔

۲۔ دوسرے کی ملکیت کو ناحق لینے کے لئے مال کا دینا۔

۳۔ اپنے اوپر لازم شدہ حق سے سبک دوشی حاصل کرنے کے لئے یا اس میں رعایت کی خاطر مال دینا

۴۔ اس لئے مال دینا کہ وہ اسے دوسروں پر ناحق فوقیت دے دے۔

آیات قرآنیہ کی روشنی میں رشوت کا حکم

وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۸۴)

اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے
آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کے تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ
طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد باری ہے۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَأْکُلُوْا أَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (۱۸۵)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق (ناجائز) طور پر مت کھاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ آیت قرآنی اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ''بڑے حرام مال کے کھانے والے ہیں'' (۱۸۶) میں سحت سے مراد مال رشوت ہی ہے (۱۸۷) جو یہودیوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہے، گویا مسلمانوں کا شیوہ نہیں کہ وہ رشوت کا کاروبار کریں۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں اس جگہ سحت سے مراد رشوت ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس کی تفسیر رشوت سے کی ہے۔

رشوت کو سحت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ صرف لینے دینے والوں کو برباد کرتی ہے، بل کہ پوری ملک وملت کی جڑ کی بنیاد اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی ہے، جس ملک یا جس محکمہ میں رشوت چل جائے وہاں قانون معطل ہو کر رہ جاتا ہے، اور قانون ملک ہی وہ چیز ہے جس سے ملک وملت کا امن برقرار رکھا جاتا ہے، وہ معطل ہو گیا تو نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے، نہ آبرو نہ مال اس لئے شریعت اسلام میں اس کو سحت فرما کر اشد حرام قرار دیا ہے، اور اس کے دروازے کو بند کرنے کے لئے امرا و حکام کو جو ہدیئے اور تحفے پیش کئے جاتے ہیں، ان کو بھی صحیح حدیث میں رشوت قرار دے کر حرام کر دیا ہے۔ (۱۸۸)

رشوت کی حرمت احادیث رسول میں

کتب حدیث میں بھی متعدد ایسی روایتیں موجود ہیں، جن میں اس کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے رشوت کا کاروبار کرنے والے، جن میں دینے والے، لینے والے اور درمیان کی کاروائیاں انجام دینے والے یہ تمام لوگ شامل ہیں پر لعنت فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ لعنت کسی خیر کے کام پر نہیں بھیجی جاتی، حرام اور ناجائز عمل ہی لعنت کا مستحق ہوتا ہے، ذیل میں اس سلسلے کی بعض روایتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱۰۱۔ عن ثوبان قال لعن رسول اللہ ﷺ المرتشی والمرشی والرائش (۱۸۹)

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رشوت لینے والے، دینے والے اور ان کے درمیان کی کاروائیاں انجام دینے والے پر لعنت فرمائی۔

یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی منقول ہے، مگر اس میں ''رائش'' یعنی درمیان میں واسطے کا کردار ادا کرنے والے شخص پر لعنت کا تذکرہ نہیں ہے:

۱۰۲۔ عن عبداللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ ﷺ أنه يقول: لعن الله الراشي والمرتشي (۱۹۰)

یہ روایت دوسری کتب حدیث میں بھی مذکور ہے۔ (۱۹۱)

رشوت کی حرمت آثار صحابہ وتابعین میں

۱۰۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے حاکم کا رشوت لینا یا دینا مال حرام میں سے ہے۔ (۱۹۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ قضا اور فیصلے میں رشوت لینا دینا کفر ہے۔ ودیگر معاملات میں اس کی حیثیت مال حرام کی ہے۔ حضرت وہب بن منبہ سے پوچھا گیا کیا رشوت ہر چیز میں حرام ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، رشوت اس وقت حرام ہوگی، جب تمہیں ناحق کوئی چیز دی جائے، یا تم اپنے اوپر واجب شدہ حق کو اس کے ذریعہ ختم کرو، لیکن اگر تم اپنے دین، اپنے نفس، اپنے مال کی طرف سے دفاع کرنے کے لئے رشوت دو تو وہ حرام نہیں ہے۔ (۱۹۳)

کن صورتوں میں رشوت دینا جائز ہے

علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ رشوت کا لین دین اگر کسی حق کو باطل کرنے کے لئے ہو، یا ناجائز طریقے پر کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے ہو تو بلاشبہ وہ مال سحت اور حرام ہے، لیکن اس عام قاعدے سے بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں، جن میں رشوت کا دینا حرام نہیں ہوتا یہ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جب رشوت پر ہی جائز حقوق کا حاصل ہونا موقوف ہو اور اپنے حق تک پہنچنے کے لئے کوئی دوسری راہ نہ ہو۔

۲۔ جب اپنی جان ومال اور عزت وآبرو پر ظلم کا قوی اندیشہ ہو تو ایسی اضطراری حالت میں ظلم وضرور سے بچنے کے لئے رشوت کا دینا حرام نہیں۔

۳۔ اسی طرح جب امور دین میں کوئی ظلم وزیادتی کی راہ نکالی جارہی ہو اور اس سے بچنے کے لئے بہ جز رشوت کے اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو ایسی صورت میں بھی رشوت دینا مذموم نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ کوئی انفرادی یا اجتماعی حقوق پامال کئے جائیں، یا مختلف جہتوں کے ضرر میں مبتلا کیا جائے تو حق کو حاصل کرنے کے لئے یا ضرر سے بچنے کے لئے رشوت کا دینا جائز ہوگا۔ اس کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل

۲۔ مشہور حنفی فقیہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں: کہ اگر دین وایمان کا خطرہ ہو تو رشوت دی جاسکتی ہے، کیوں کہ خود نبی علیہ السلام نے کفار شعرا اور اسی طرح جن کی زبان سے خطرے کا امکان تھا ان کے ظلم سے بچنے کے لئے انہیں بہت سا مال دیا تھا، پھر مولفۃ القلوب کی مد بھی اس بات پر بین دلیل ہے، کیوں کہ کفار کے خوف سے بچنے کے لئے انہیں زکوٰۃ کی رقم دی جاتی تھی۔

لابأس بالرشوة اذا خاف على دينه والنبى عليه الصلوٰة والسلام كان يعطى الشعراء ولمن يخاف لسانه وكفى بسهم المؤلفة من الصدقات دليلا على أمثاله (۱۹۴)

۳۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں اگر تم جان، مال اور مذہب کے دفاع کے لئے رشوت دو تو یہ حرام نہیں:

فاما ان ترشى لتدفع عن دينك ودمك ومالك فليس بحرام (۱۹۵)

۴۔ فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی رشوت کے ذریعے اپنی جان اور اپنے مال کا دفاع کرے:

لابأس ان يدفع الرجل عن نفسه وماله بالرشوة (۱۹۶)

۵۔ علامہ خطابی رشوت سے متعلق وعیدوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اگر اپنے حق کی وصولی یا اپنے اوپر ظلم کے دفاع کے لئے رشوت دی جائے تو یہ صورت اس وعید میں شامل نہیں۔

فاما اذا أعطى ليتوصل به الى حق، أويدفع عن نفسه ظلما فانه غير داخل فى هذا الوعيد(۱۹۷)

نیز حضرت حسن، امام شعبی، جابر ابن زید اور عطاء سے بھی یہ بات منقول ہے(۱۹۸)

۶۔ علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی نے بھی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''المغنی'' میں یہ بات لکھی ہے:

وان رشاه ليدفع ظلمه ويحريه علىٰ واجبه فليس بحرام (۱۹۹)

۷۔ علامہ شامی نے بھی اپنے جائز حق کی حصول یابی کے لئے مجبوری کی صورت میں رشوت دینے کو جائز قرار دیا ہے، آپ لکھتے ہیں: اگر کوئی آدمی اپنے حق کو حاصل کرنے کے لئے

رشوت دینے پر مجبور ہو جائے تو اس مجبوری کی صورت میں رشوت کا دینا جائز ہوگا۔

مگر لینے والے کے لئے یہ مال حرام کے ہی درجے میں ہے۔

لو اضطر الی دفع الرشوۃ لاحیاء حق جاز له الدفع وحرم علی القابض (۲۰۰)

رشوت سے حاصل شدہ مال کو کیا کرے

اگر کوئی آدمی رشوت لے کر کوئی مال حاصل بھی کر لے، تو بھی شرعاً اس کا لوٹانا ضروری اور واجب ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں: **الرشوۃ یجب ردھا ولا یملك (۲۰۱)** کہ رشوت کا مال لوٹانا واجب ہے۔ علامہ ابن نجیم نے بھی وضاحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے: **أن الآخذ لا یملکھا (۲۰۲)** کہ رشوت کا لینے والا اس مال کا مالک نہیں ہوگا۔ علامہ حصکفی نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔ (۲۰۳)

علماء کے ان اقوال اور قرآن وحدیث سے مستفاد معانی سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ تمام باطل طریقوں کی آمدنی اور ناجائز ذرائع سے کمایا ہوا مال حرام ہوتا ہے، حرام کی آمدنی ملک نہیں ہوتی اس لئے جو مال بھی باطل اور ناجائز طریقوں یعنی سود، رشوت، چوری، جوا، جبر، دھوکا یا ڈاکے سے حاصل اور جمع کیا جاتا ہے، وہ مالک کی ملکیت سے نہیں نکلتا، بل کہ اصل مالک کی ہی ملک رہتا ہے، قابض کا قبضہ اس پر غاصبانہ اور ظالمانہ ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔لسان العرب۔لمحمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری۔م ۷۱۱ھ۔دار صادر بیروت: ج ۱۵،ص ۳۵۷
۲۔کتاب العین۔لابی عبدالرحمن الخلیل احمد الفراہیدی۔م ۱۸۵ھ۔دار ومکتبہ الهلال: ج ۴،ص ۷۷
۳۔التعریفات الفقھیہ۔مفتی سید عمیم الاحسان المجددی۔میر محمد کتب خانہ، کراچی: ص ۳۱۹
۴۔التوقیف علی مھمات التعاریف: ص ۲۴۰
۵۔التعریفات الفقھیۃ: ص ۵۵۱
۶۔التعاریف۔للامام عبدالروف المناوی۔م ۱۰۳۱ھ۔دار الفکر المعاصر بیروت ۱۴۱۰ھ: ص ۱۷۰
۷۔مجلۃ الاحکام العدلیہ۔لجنۃ من العلماء۔کارخانہ تجارت کتب۔تحقیق نجیب ھواوینی: ج ۱،ص ۱۶۱، دفعہ نمبر ۸۳۴
۸۔التعریفات۔للامام علی بن محمد بن علی الجرجانی۔م ۸۱۶ھ۔دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۵ھ: ص ۳۱۹
۹۔المغرب فی ترتیب المعرب۔لابی الفتح ناصر الدین بن عبدالسید بن علی بن المطرز۔م ۶۱۰ھ۔مکتبہ اسامہ بن زید، حلب ۱۹۷۹ء: ج ۲،ص ۲۹۲۔المصباح المنیر۔لاحمد بن محمد علی المقری الفیومی م ۷۷۰ھ۔دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت: ج ۲،ص ۵۹۵
۱۰۔التوقیف علی مھمات التعریف: ص ۶۹۳

۱۱۔التعریفات الفقھیہ :ص۵۱۲۔القاموس المحیط :ص۳۱۰
۱۲۔تحریر الفاظ التنبیہ : ج۱،ص۲۴۰
۱۳۔التعریفات۔امام یحییٰ بن شرف النووی۔م۶۷۶ھ۔دار القلم، دمشق :ص۲۰۳
۱۴۔التعریفات:ص۱۴۹
۱۵۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔للامام الکاسانی۔المکتبۃ الحبیبیۃ ،کوئٹہ پاکستان: ج۶،ص۱۷۸
۱۶۔تفسیر قرطبی، الجامع لاحکام القرآن ۔للامام محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی ،۶۷۱ھ۔دار الشعب ، القاہرۃ ۱۳۷۲ھ: ج۵،ص۲۹۸
۱۷۔تفسیر قرطبی: ج۱۳،ص۱۹۹
۱۸۔المبسوط۔للامام محمد بن ابی سھل السرخسی ابوبکر۔دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۶ھ: ج۱۶،۸۲
۱۹۔النمل: ۳۵
۲۰۔ملخصاً تفسیر قرطبی: بہ ذیل سورۃ نمل
۲۱۔از عمدۃ القاری: کتاب الھبۃ
۲۲۔مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر
۲۳۔مکارم الاخلاق۔للامام ابی بکر القرشی۔مکتبۃ القرآن، القاہرۃ: ج۱،ص۱۰۹، رقم ۳۵۹
۲۴۔ الفردوس بماثور الخطاب۔ لابی شجاع شیرویہ بن شہر دار الدیلمی الھمدانی ۔م ۵۰۹ھ۔دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۸۶ء: ج۴،ص۳۴۸، رقم ۷۰۰۹
۲۵۔کنز العمال، رقم ۱۶۵۵۹۔نیز دیکھئے المعجم الاوسط۔لسلیمان بن احمد بن ایوب ابی القاسم الطبرانی م۳۶۰ھ۔ دار الحرمین القاہرہ، ۱۴۱۵ھ : ج۵،ص۱۱۱، رقم ۴۸۲۳۔مسند ۔الامام احمد بن حنبل، ط: موسسۃ قرطبۃ مصر: ج۵،ص۶۵، ج۴،ص۲۲۰، مسند الحارث (زوائد الھیثمی) للحارث بن ابی اسامہ الحافظ نور الدین الھیثمی ۔ت۲۸۲ھ، ط: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ المدینۃ المنورۃ: ج۱،ص۴۰۳، مسند أبی یعلی: ج۲،ص۲۲۶، رقم ۹۲۵
۲۶۔کنز العمال: رقم ۱۵۰۹۱۔نوادر الاصول فی احادیث الرسول۔لمحمد بن علی بن الحسن الحکیم الترمذی۔دار الجیل بیروت : ج۷،ص۱۷۳۔التمھید ۔للامام یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمری۔ وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، المغرب ۱۳۸۷ھ: ج۵،ص۹۰
۲۷۔معجم الشیوخ۔لمحمد بن احمد بن جمیع الصیداوی ابوالحسین م۴۰۲ھ۔دار الجیل بیروت: ۷۷
۲۸۔جامع الترمذی: رقم ۲۱۳۰، باب فی حث النبی ﷺ علی التھادی
۲۹۔مجمع الزوائد: ج۴،ص۱۴۶
۳۰۔مجمع الزوائد: ج۴،ص۱۴۶
۳۱۔مجمع الزوائد: ج۴،۱۴۶۔المعجم الاوسط: ج۶،۵۴، رقم ۵۷۷۵
۳۲۔مسند احمد: رقم ۹۲۳۹
۳۳۔الجامع الصغیر۔للامام حافظ جلال الدین السیوطی مع شرحہ فیض القدیر للشیخ عبدالروف المناوی ۔دار طائر العلم جدہ: رقم ۲۳۷۶

۳۴۔ الادب المفرد۔ للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔ تحقیق فؤاد عبدالباقی۔ دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت ۱۴۰۹ھ: ج۱، ص ۲۰۸
۳۵۔ مجمع الزوائد: ج۴، ص ۱۴۶
۳۶۔ فیض القدیر۔ للشیخ عبدالروف المناوی۔ المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر ۱۳۵۶ھ: شرح حدیث نمبر ۳۳۷۶
۳۷۔ المعجم الکبیر۔ لسلیمان بن احمد بن ایوب ابی القاسم الطبرانی م ۳۶۰ھ۔ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل ۱۴۰۴ھ: ج ۱۷، ص ۱۸۴۔ مجمع الزوائد للھیثمی: رقم ۶۴۶۷۔ کنز العمال ۱۵۰۶۳۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس: رقم ۲۸۷۳، الجامع الصغیر: رقم ۹۶۰۱
۳۸۔ فیض القدیر
۳۹۔ حلیۃ الاولیاء۔ لابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصھانی۔ دار الکتب العربی بیروت: ج۱، ص ۳۲۸
۴۰۔ جامع الترمذی: رقم ۱۵۷۶
۴۱۔ مسند البزار۔ لابی احمد بن عمر بن عبدالخالق البزار۔ م ۲۹۲ھ۔ موسسۃ علوم القرآن بیروت، ۱۴۰۹ھ: ج ۳، ص ۲۹، رقم ۷۷۸
۴۲۔ صحیح البخاری: رقم ۲۵۷۶
۴۳۔ صحیح البخاری۔ للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ مع فتح الباری۔ تحقیق وترقیم فواد عبدالباقی۔ المطبعۃ السلفیۃ، القاہرۃ: رقم ۲۵۷۲، باب قبولہ ھدیۃ الصید
۴۴۔ بخاری: رقم ۲۵۷۵
۴۵۔ بخاری: رقم ۲۵۷۷
۴۶۔ بخاری: رقم ۲۶۱۷
۴۷۔ ترمذی: رقم ۳۹۴۰۔ ابوداؤد: رقم ۳۵۳۷
۴۸۔ سنن دارمی۔ لابی محمد بن عبدالرحمٰن الدارمی، ترقیم فواز احمد زمرلی۔ دار الکتب العربی بیروت: ج ۲، ص ۳۰۴، رقم ۲۴۹۴۔ ابوداؤد: رقم ۳۴۰۳
۴۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱۷، ص ۳۶۹، رقم ۱۰۱۱
۵۰۔ مسند ابی عوانہ: ج ۵، ص ۲۲۸، رقم ۸۵۰۳
۵۱۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۸۹
۵۱۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۵۲
۵۲۔ ایضاً
۵۳۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۵۳
۵۴۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۵۳
۵۵۔ سنن دارقطنی: ج ۴، ص ۲۹۱
۵۶۔ مسند الربیع: ج ۱، ص ۱۱۲، رقم ۴۶۹
۵۷۔ مسند البزار: ج ۹، ص ۲۸۷

۵۸۔ مجمع الزوائد:
۵۹۔ المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۳، ص ۴۳، رقم ۲۳۱۶
۶۰۔ المعجم الاوسط: ج ۸، ص ۳۵۵، رقم ۸۸۵۷
۶۱۔ السنۃ للامام احمد بن محمد بن ہارون الخلال م ۳۱۱ھ۔ دار الرأیۃ، الریاض ۱۴۱۰ھ: ج ۲، ص ۴۵۳
۶۲۔ التاریخ الکبیر۔ للامام محمد بن اسماعیل البخاری، تحقیق السید ہاشم الندوی۔ دار الفکر بیروت: ج ۱، ص ۳۵۷
۶۳۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ لابی عبداللہ الذھبی۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت: ج ۲، ص ۱۹
۶۴۔ بخاری: باب قبول الہدیۃ من المشرکین
۶۵۔ بخاری: رقم ۲۶۱۵
۶۶۔ الغریب الحدیث۔ لحمد بن محمد بن ابراھیم الخطابی البستی ابی سلیمان۔ جامعۃ ام القری مکۃ المکرمۃ ۱۴۰۲ھ: ج ۱، ص ۲۷۹
۶۷۔ الفائق۔ لمحمود بن عمر الزمخشری م ۵۳۸ھ۔ دار المعرفۃ لبنان: ج ۲، ص ۳۴
۶۸۔ بخاری: رقم ۲۵۶۷، کتاب الہبۃ
۶۹۔ سنن ابی داؤد: رقم ۴۰۳۵
۷۰۔ مسند ابی عوانہ: ج ۵، ص ۲۲۸، رقم ۸۵۰۴
۷۱۔ مسند ابی عوانہ: ج ۵، ص ۲۲۸
۷۲۔ بخاری، باب الہبۃ للولد: رقم ۲۶۱۰
۷۳۔ البخاری: رقم ۲۵۹۸
۷۴۔ البخاری: رقم ۲۵۹۹ باب کیف یقبض العبد والمتاع
۷۵۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: زاد المعاد، ج ۵
۷۶۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۱۶
۷۷۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۵۳۔ عیون الاثر: ج ۲، ۳۱۶
۷۸۔ شرح المواہب: ج ۴، ص ۵۶۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۰۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۳۱
۷۹۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۵۷۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۱
۸۰۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۵۸۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۲
۸۱۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۶۱۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۲
۸۲۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۶۳۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۳
۸۳۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۶۵۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۴
۸۴۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۷۱۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۷
۸۵۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۵۱
۸۶۔ زاد المعاد: ج ۳، ص ۶۶۹۔ عیون الاثر: ج ۲، ص ۳۲۷
۸۷۔ مسند الامام اسحاق بن راھویہ۔ مکتبۃ الایمان المدینۃ المنورۃ: ج ۲، ص ۴۵۳
۸۸۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۵، ص ۲۰۳، رقم ۹۷۷۴

۸۹۔ مصنف عبدالرزاق: ج ۳ ص ۴۲۴
۹۰۔ حلیۃ الاولیاء: ج ۱ ص ۳۰۰
۹۱۔ مسند ابی عوانہ: ج ۵ ص ۲۲۸، رقم ۸۵۰۳
۹۲۔ مسند ابی عوانہ: ج ۵ ص ۲۲۸، رقم ۸۵۰۴
۹۳۔ مسند ابی عوانہ: ج ۵ ص ۲۲۸
۹۴۔ التاریخ الکبیر: ج ۲ ص ۳۷۳
۹۵۔ حلیۃ الاولیاء: ج ۲ ص ۳۱۴
۹۶۔ سیر اعلام النبلاء: ج ۳ ص ۱۲۹
۹۷۔ ضعفا العقیلی۔ لابی جعفر محمد بن عمر بن موسیٰ العقیلی م ۳۲۲ھ۔ دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۱۴۰۴ھ: ج ۱ ص ۲۶۳
۹۸۔ مسند الحمیدی: ج ۱ ص ۲۲۵، رقم ۴۸۲
۹۹۔ کنز العمال: رقم ۳۸۲۹۹
۱۰۰۔ المصنف۔ للامام ابی عبداللہ بن ابی شیبہ۔ مکتبۃ الرشد الریاض: ج ۳ ص ۳۰۸، رقم ۱۴۴۸۰
۱۰۱۔ ابوداؤد: رقم ۳۰۵۷۔ ترمذی: رقم ۱۵۷۷۔ المنتقی لابن جارود: ج ۱ ص ۲۸۰، رقم ۱۱۱۰
۱۰۲۔ الجامع لاحکام القرآن: ج ۱۳ ص ۱۹۹
۱۰۳۔ فتح الباری: ج ۵ ص ۲۷۳
۱۰۴۔ الجامع الصغیر للسیوطی: رقم ۲۶۳۴
۱۰۵۔ حاشیہ ابن عابدین۔ محمد بن امین بن عابدین الشامی۔ دار الفکر بیروت، ۱۳۸۶ھ: ج ۲ ص ۳۵۲
۱۰۶۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند: کتاب الکراہیۃ
۱۰۷۔ صحیح۔ الامام مسلم بن حجاج القشیری، تحقیق وترقیم فواد عبدالباقی۔ دار الدعوۃ استانبول: رقم ۲۲۵۳
۱۰۸۔ بخاری: رقم ۲۵۸۲، باب مالا یرد من الھبۃ
۱۰۹۔ شرح النووی علی صحیح مسلم۔ للامام ابی زکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی م ۶۷۶ھ۔ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۲ھ: رقم ۲۲۳۵
۱۱۰۔ بخاری: رقم ۲۵۶۸، باب القلیل من الھبۃ
۱۱۱۔ دیکھئے فتح الباری: ج ۵ ص ۲۳۶
۱۱۲۔ صحیح۔ الامام محمد بن حبان التمیمی البستی۔ موسسۃ الرسالۃ، بیروت: ج ۱۱ ص ۱۰۵
۱۱۳۔ بخاری: رقم ۳۲۹۵
۱۱۴۔ مجمع الزوائد: ج ۴ ص ۱۴۷
۱۱۵۔ بخاری: رقم ۲۵۷۴
۱۱۶۔ ابوداؤد: رقم ۳۵۴۱
۱۱۷۔ مجمع الزوائد: ج ۴ ص ۷۔۶۔ ابن ماجہ: رقم ۱۴۰۷۔ مسند الامام احمد بن علی بن المثنی ابی یعلی الموصلی۔ تحقیق حسین سلیم اسد۔ دار المامون للتراث دمشق: ج ۱۳ ص ۲۳، رقم ۷۰۸۸۔ المعجم الکبیر: ج ۲۵، ۳۲ بلفظ **کمن صلی فیه**

۱۱۸۔ السنن الکبریٰ ۔ للامام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی ۔ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۱۴۱۴ھ: ج ۶، ص ۱۸۳

۱۱۹۔ حاشیہ ابن عابدین: ج ۸، ص ۵۳

۱۲۰۔ تفسیر قرطبی

۱۲۱۔ حوالہ سابق: ج ۱۳، ص ۲۰۰

۱۲۲۔ بخاری: رقم ۲۵۸۵

۱۲۳۔ مکام الاخلاق: ج ۱، ص ۱۱۱

۱۲۴۔ دیکھئے: فتح الباری: ج ۵، ص ۲۴۹

۱۲۵۔ شعب الایمان: ج ۳، ص ۲۷۷

۱۲۶۔ بخاری: رقم ۲۵۷۳، باب قبول الھدیۃ

۱۲۷۔ بخاری کتاب الاحکام باب ھدایا العمال

۱۲۸۔ مسلم: رقم ۱۸۳۳

۱۲۹۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۱۰، ص ۱۳۸

۱۳۰۔ ترمذی: رقم ۱۳۳۵

۱۳۱۔ نیل الاوطار ۔ لمحمد بن علی بن محمد الشوکانی م ۱۲۵۵ھ ۔ دار الجیل بیروت ۱۹۷۳م: ج ۹، ص ۱۷۳

۱۳۲۔ تحفۃ الفقہا ۔ لمحمد بن احمد بن ابی احمد السمر قندی م ۵۳۹ھ ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۵ھ: ج ۳، ص ۳۷۴

۱۳۳۔ اسلامی عدالت، قاضی شریعت ۔ مولانا مجاہد الاسلام القاسمیؒ: ج ۱، ص ۲۸۳، ۲۸۲

۱۳۴۔ بخاری، تعلیقاً

۱۳۵۔ اسلامی عدالت: ج ۱، ص ۲۸۲ بہ حوالہ معین الحکام

۱۳۶۔ لسان العرب: ج ۱۴، ص ۳۲۲

۱۳۷۔ فتح الباری: ج ۵، ص ۲۲۱

۱۳۸۔ حوالہ سابق

۱۳۹۔ الرشوۃ وخطرھا علی الفرد والمجتمع ۔ للاستاذ الامین حاج محمد احمد ۔ بیروت: ص ۸

۱۴۰۔ التعریفات: ص ۱۴۸

۱۴۱۔ التعاریف: ج ۱ ص ۳۶۵

۱۴۲۔ مصباح المنیر ۔ لاحمد بن محمد علی المقری الفیومی م ۷۷۰ھ ۔ دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت: ج ۱، ص ۲۲۸

۱۴۳۔ معارف القرآن ۔ مفتی مولانا محمد شفیع

۱۴۴۔ ترمذی: رقم ۲۰۱۲

۱۴۵۔ صحیح ۔ الامام بن خزیمہ ۔ المکتب الاسلامی بیروت: ج ۴، ص ۲۱۷، رقم ۲۷۲۸ ۔ مستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ۔ للحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیسابوری ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت: ج ۱، ص ۶۲۶، رقم ۱۶۷۴

۱۴۶۔ ترمذی: رقم ۳۵۶۳ ۔ مستدرک علی الصحیحین: ج ۱، ص ۷۲۱، رقم ۱۹۷۳

۱۴۷۔ سنن ابن ماجہ: رقم ۲۳۱۳

۱۴۸۔ مسند الامام احمد بن حنبل: ج ۴، ص ۲۰۵۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۱۸
۱۴۹۔ مسند الفردوس: ج ۳، ص ۵۹۱، رقم ۵۸۵۳
۱۵۰۔ مسند الامام احمد بن حنبل: ج ۲، ص ۹۸، رقم ۵۷۳۲
۱۵۱۔ صحیح مسلم: رقم ۱۰۵۱
۱۵۲۔ کتاب المراسیل للامام ابی داؤد۔ الترغیب والترہیب: ج ۲، ص ۳۴۷، رقم ۲۶۷۰
۱۵۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۹، ص ۲۲۶، رقم ۹۱۰۰۔ سنن سعید بن منصور: ج ۴، رقم ۷۴۰
۱۵۴۔ کنز العمال: ج ۶ رقم ۱۵۱۰۹
۱۵۵۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۳، ص ۳۴۶، رقم ۶۱۸۷
۱۵۶۔ المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۲، ص ۲۹۶، رقم ۲۰۲۶۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۹۹۔ مسند البزار: ج ۳، ص ۲۴۷، رقم ۱۰۳۷
۱۵۷۔ النساء: ۵
۱۵۸۔ البقرۃ: ۱۴۱
۱۵۹۔ النساء: ۹۳
۱۶۰۔ المائدہ: ۷۸
۱۶۱۔ الاعراف: ۴۴
۱۶۲۔ ہود: ۶۰
۱۶۳۔ الرعد: ۲۵
۱۶۴۔ الحجر: ۳۵
۱۶۵۔ النور: ۲۲
۱۶۶۔ القصص: ۴۲
۱۶۷۔ الاحزاب: ۵۷
۱۶۸۔ الاحزاب: ۶۱
۱۶۹۔ الاحزاب: ۶۴
۱۷۰۔ محمد: ۲۳
۱۷۱۔ ہود: ۶۰
۱۷۲۔ سنن ابن ماجہ: رقم ۲۳۱۳۔ مسند احمد: ج ۲، ص ۲۱۲، رقم ۶۹۸۴۔ مصنف عبدالرزاق: ج ۸، ص ۱۴۸، ۱۴۶۶۹
۱۷۳۔ کنز العمال: رقم ۱۵۱۰۸۔ الفردوس بماثور الخطاب: ج ۳، ص ۴۶۳، رقم ۵۴۳۷
۱۷۴۔ اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم الدین: ج ۶، ص ۱۵۶۔ شعب الایمان للبیہقی: ج ۴، ص ۳۹۰، رقم ۵۵۰۳
۱۷۵۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۹۹۔ صحیح ابن حبان: ج ۱۱، ص ۴۶۷، رقم ۵۰۷۶۔ مسند احمد: ج ۲، ص ۳۸۷، رقم ۹۰۱۱
۱۷۶۔ المستدرک علی الصحیحین: ج ۴، ص ۱۱۵، رقم ۷۰۶۸۔ مجمع الزوائد: ج ۴، ص ۱۹۸۔ مسند احمد: ج ۵، ص ۲۷۹، رقم ۲۲۴۵۲

۱۷۷۔ کنزالعمال: رقم ۱۴۴۹۱۔ تفسیر الطبری: ج ۶، ص ۲۴۰
۱۷۸۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''بازار رشوت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' تصنیف منشی عبدالرحمٰن خان، ناشر، کتب خانہ قاسمی دیوبند ۱۹۶۷ء۔
۱۷۹۔ کنزالعمال
۱۸۰۔ النساء ۸۵
۱۸۱۔ ابوداؤد: رقم ۳۵۴۱
۱۸۲۔ بخاری: رقم ۲۴۴۲۔ مسلم: رقم ۲۵۸۰
۱۸۳۔ البحرالرائق: ج ۶، ص ۲۸۵
۱۸۴۔ البقرۃ: ۱۸۸
۱۸۵۔ النساء: ۲۹
۱۸۶۔ المائدہ: ۴۲
۱۸۷۔ تفسیر قرطبی
۱۸۸۔ معارف القرآن
۱۸۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲، ص ۹۳، رقم ۱۴۱۵۔ مستدرک حاکم: ج ۴، ص ۱۱۵
۱۹۰۔ صحیح ابن حبان: ج ۱۱، ص ۶۶۷، رقم ۵۰۷۷۔ مستدرک حاکم: ج ۴، ص ۱۱۵
۱۹۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ابن ماجہ: رقم ۲۳۱۳۔ مسند بزار: ج ۴، ص ۹۱
۱۹۲۔ تفسیر قرطبی: ج ۶، ص ۱۸۳
۱۹۳۔ تفسیر قرطبی: ج ۶، ص ۱۸۳
۱۹۴۔ درمختار: ج ۶، ص ۴۲۲
۱۹۵۔ تفسیر قرطبی: ج ۶، ص ۱۸۳
۱۹۶۔ حوالہ سابق
۱۹۷۔ احکام القرآن: ج ۳، ص ۷۵
۱۹۸۔ دیکھئے: حوالہ سابق
۱۹۹۔ المغنی۔ للامام عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی ابی محمد، ت ۶۲۰ھ۔ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ: ج ۹، ص ۷۸
۲۰۰۔ حاشیہ ابن عابدین: ج ۵، ص ۷۲
۲۰۱۔ حاشیہ ابن عابدین: ج ۵، ص ۳۶۲
۲۰۲۔ البحرالرائق۔ للامام زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر، م ۹۷۰ھ۔ دارالمعرفۃ بیروت: ج ۶، ص ۲۸۶
۲۰۳۔ دیکھئے: درمختار: ج ۶، ص ۴۲۲